

# فتاویٰ الصَّیَام

نماز، روزہ، تراویح اور زکوٰۃ  
کے بارے میں احکامات

فَضِيلَةُ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحِ الْعَمِيِّنِ رَحِمَهُ اللهُ  
فَضِيلَةُ الشَّيْخِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَبَرِيِّ رَحِمَهُ اللهُ

الكتب  
بیت  
السلام

۸۰۰

فتاویٰ  
الصَّیَامِ

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	فتاویٰ الصیام
تالیف	:	فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین حفظہ اللہ
طابع و ناشر	:	مکتبہ بیت السلام، منو
سال اشاعت	:	مارچ ۲۰۱۱ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار ایک سو
صفحات	:	94
قیمت	:	50/=

﴿ ملنے کے پتے ﴾

مکتبہ الفہیم  
منو ناٹھ بھنجان پورہ

**MAKTABA AL-FAHEEM**

Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road  
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101

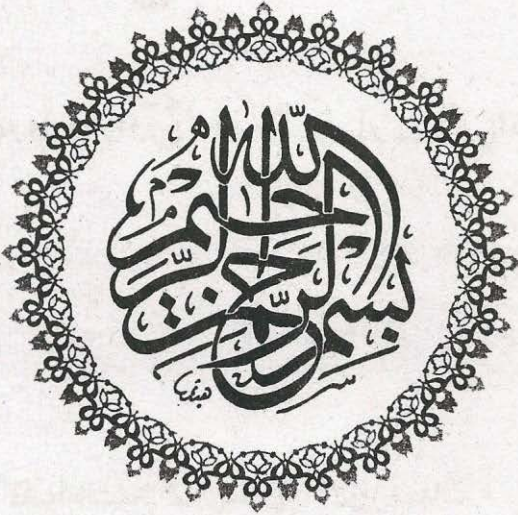
اقرا بک سینٹر پرانی حویلی، حیدرآباد	دکن ٹریڈرس مغل پورہ، حیدرآباد
هدی بک ڈسٹری بیوٹرز پرانی حویلی، حیدرآباد	مرکز الاثر الاسلامی پرانی حویلی، حیدرآباد
القرآن پبلیکیشنز میسومہ بازار، سری نگر	مکتبہ مسلم جمعیتہ منزل بربر شاہ، سری نگر
چار مینار بک سینٹر چار مینار مسجد، بنگلور	دار المعارف بھنڈی بازار، ممبئی

# فتاویٰ الصیام

نماز، روزہ، تراویح اور زکوٰۃ کے بارے میں احکامات

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ  
فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین رحمہ اللہ

المکتبۃ  
بیت السلام



## فہرست

7	.....	عرض ناشر
9	.....	مقدمہ
11	.....	تمہید
13	.....	فصل اول: روزوں کے احکام
16	.....	فصل دوم: روزے کی حکمت اور فوائد
19	.....	فصل سوم: مریض اور مسافر کے روزوں کے احکامات
19	.....	مریض کے روزے
20	.....	روزہ کی رخصت اور قضا دینے کا بیان
21	.....	مسافر کے روزے
24	.....	فصل چہارم: روزہ توڑنے والی اشیاء
26	.....	پہلی شرط کی مثال
26	.....	دوسری شرط کی مثال
27	.....	تیسری شرط کی مثال
27	.....	مزید فروعی مسائل
28	.....	فصل پنجم: نماز تراویح
28	.....	تراویح کی مسنون رکعتیں
30	.....	اہم مسئلہ
30	.....	خواتین کا صلوة تراویح میں شرکت کرنا
31	.....	فصل ششم: زکوٰۃ اور اس کے فوائد
33	.....	زکوٰۃ کے دینی فوائد

- 34 ..... زکوٰۃ کے اخلاقی فوائد
- 35 ..... زکوٰۃ کے معاشرتی فوائد
- 38 ..... فصل ہفتم: زکوٰۃ کے مستحق
- 43 ..... فصل ہشتم: صدقہ فطر (فطرانے) کے بارے میں
- 45 ..... رمضان المبارک کے احکامات و واجبات
- 45 ..... رمضان میں لوگوں کی اقسام
- 47 ..... جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا
- 48 ..... جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے
- 48 ..... مفید معلومات
- 51 ..... فتاویٰ: الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ
- 64 ..... فتاویٰ: الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین حفظہ اللہ



## عرض ناشر

آخرت کی کامیابی کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ ہر مسلمان اسلام کے بنیادی ارکان و احکامات پر صحیح شعور اور پوری استطاعت کے ساتھ عمل کرے۔ اسی لئے دین اسلام میں علم حاصل کرنا فرض عین اور دوسروں تک پہنچانا فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے۔

شروع ہی سے ہماری خواہش اور کوشش رہی ہے کہ دینی احکامات عوام الناس کے سامنے اس طرح پیش کئے جائیں کہ وہ بڑی بحثوں میں پڑے بغیر اس کے اساسی مسائل سے آگاہ ہو جائیں تاکہ اپنے اعمال قرآن و سنت کے مطابق ڈھال کر آخرت کی کامیابی کو یقینی بنا سکیں۔

روزہ، اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے جس کی فرضیت قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ محدثین اور ائمہ کرام نے اس دینی فریضہ کے احکامات، عوام تک پہنچانے کے لئے قرآن و حدیث پر مبنی کتب لکھیں اور فتوے جاری کئے۔

زیر نظر کتاب ”فتاویٰ الصیام“ روزوں سے متعلق احکام و مسائل اور بعض سوالوں کے جوابات، نصیحتوں اور فتوؤں پر مبنی ہے جو معروف عالم دین محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ اور عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین حفظہ اللہ نے مختلف سوالات کے جواب میں دیئے تھے۔ دارالسلام نے پہلے اس کتاب کو عربی زبان میں شائع کیا تھا جس سے عوام الناس نے استفادہ کیا۔ اب اس کی افادیت کے پیش نظر ہم اردو داں طبقہ کے لئے اس کا ترجمہ نہایت اہتمام کے ساتھ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ قاری کو سلیس اور عام فہم انداز میں روزوں سے متعلق مسائل کو سمجھنے میں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہیں ہوگا۔



موجودہ ایڈیشن ، دارالسلام ریسرچ سنٹر لاہور کی جانب سے تصحیح و تنقیح اور احادیث کی تخریج کے ساتھ ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کے مولف، مترجم، ناشر کو جزائے خیر عطا فرمائے، نیز ادارے کے نوجوان فاضل جناب قاری ذکاء اللہ سلیم صاحب نے خاصی محنت کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر اور توفیق مرضیات سے نوازے۔ (آمین یا رب العالمین)

خادم قرآن و سنت

عبدالمالک مجاہد

مدیر: دارالسلام، الریاض - لاہور

دسمبر 1999ء



## مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں، تمام نعمتیں، فضل اور احسان اسی کی طرف سے ہیں اور وہ اعلیٰ تعریفوں کا مالک ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس کے سوا کوئی رب نہیں اور میں اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ اس نے اپنے آخری رسول محمد ﷺ کو ہدایت اور سچا دین دے کر لوگوں کی طرف بھیجا اور نبی ﷺ کی طرف جو کچھ وحی کیا گیا وہ انہوں نے بنی نوع انسان کو پہنچا دیا، نیز امت جس تعلیم کی محتاج تھی وہ آپ نے اس کو دے دی۔ اللہ کی طرف سے آپ پر اعلیٰ ترین رحمتیں اور کامل ترین سلامتی نازل ہو۔ اسی طرح آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے تمام تابعین پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔

ابا بعد! زیر نظر کتاب رمضان المبارک کے سلسلے میں بعض احکام و مسائل، سوالات و جوابات اور اس دوران کئے جانے والے نیک اعمال سے متعلق چند نصیحتوں اور گزارشات پر مشتمل ہے۔ جن سے ہر مسلمان کا ان ایام میں واسطہ پڑتا ہے۔ اس کتاب کے مضامین کو، بعض خیر خواہ اور مخلص ساتھیوں نے عوام الناس کے فائدہ کیلئے نہایت خوبصورت انداز میں، مسائل کی مختلف کتابوں اور مقامی رسائل میں شائع ہونے والے مضامین میں سے جمع کیا ہے، جبکہ ہر مسئلہ کی نسبت اس کے کہنے والے ہی سے قائم رہی ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس کتاب سے فائدہ اٹھائے اور اس کو توجہ سے پڑھے۔ یہ خیال رہے کہ مسائل کے جوابات بالعموم ذاتی اجتہاد پر مبنی ہوتے ہیں اس لئے اگر کسی قاری کو سمجھنے میں کوئی دشواری پیش آئے تو اس کو چاہیے کہ وہ علماء سے رجوع کرے اور روزوں کے احکام کے سلسلہ میں لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کرے تاکہ اسے ان مسائل کی صحت کا یقین ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو نبی کریم ﷺ کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین



## تمہید

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ  
وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ﷺ  
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ  
وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ

ہر قسم کی حمد و ثنا اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے، ہم اسی سے مدد اور مغفرت چاہتے ہیں۔ اسی پر ہمارا مکمل ایمان، توکل اور بھروسہ ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے نفس کی برائیوں اور برے اعمال سے پناہ مانگتے ہیں۔ حقیقت میں جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی الہ (معبود) نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ پر، آپ کی آل پر، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اور ان پر جنہوں نے خلوص دل سے ان کی پیروی کی، سب پر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں۔

رمضان المبارک کی آمد کے سلسلہ میں ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے درج ذیل شرعی احکامات بیان کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اس کام کو خالص اپنی رضا کے لئے قبول فرمائے۔ اس کام کو اپنی شریعت کے مطابق بنائے اور اس سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچے۔ یقیناً وہ سخی دانا اور عنایت کرنے والا ہے۔

## فصل: اول

## روزوں کے احکام

رمضان المبارک کے روزوں کا کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور تمام مسلمانوں کے اجماع سے فرض ہونا ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں ارشاد فرمایا:

﴿يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا كَيْبَ عَلَيْكُمْ الصِّيَامُ كَمَا كَيْبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۳﴾ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامٌ مَسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرَ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْءَانُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَيَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَيْنَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۸۵﴾﴾ (البقرہ ۲/۱۸۳-۱۸۵)

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ گنتی کے چند دن ہیں لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں اس گنتی کو پورا کر لے۔ اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دیں، ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ اور جو شخص اپنی خوشی سے نیکی میں سبقت کرے گا وہ اس کے لئے بہتر ہے۔ لیکن اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں اچھا یہی ہے کہ روزہ رکھو۔ رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں قرآن پات نازل کیا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت اور حق و باطل کی تیز کی

نشانیوں ہیں۔ تم میں سے جو شخص اس مہینے میں مقیم ہو اسے روزہ ضرور رکھنا چاہیے۔ ہاں جو بیمار یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے۔ سختی نہیں کرنا چاہتا۔ وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر یہ ادا کرو۔“

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«يُنِيَّ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ» (صحیح بخاری، ایمان، باب دعاؤکم ایمانکم، ح: ۸، وصحیح مسلم، ایمان، باب بیان ارکان الإسلام، ...، ح: ۱۶)

”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ کلمہ شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ شریف کاج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔“

اور صحیح مسلم میں آخری الفاظ یوں ہیں:

«صَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ»

”رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کاج کرنا۔“ (یعنی روزوں کو حج پر مقدم کیا)

تمام مسلمان رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے قائل ہیں۔ جو شخص مسلمان ہو کر رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کا انکار کرے وہ مرتد اور کافر ہے۔ اس کو توبہ کرنی چاہیے اگر وہ توبہ اور رجوع کر لے اور ان کی فرضیت کا اقرار کرے تو ٹھیک ہے ورنہ اس (مسلمان ہو کر انکار کرنے والے) کافر کو قتل کر دیا جائے۔

رمضان المبارک کے روزے دو ہجری میں فرض ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نو مرتبہ رمضان کے روزے رکھے۔ رمضان المبارک کے روزے ہر بالغ و عاقل مسلمان پر فرض ہیں۔

کافر پر روزہ فرض نہیں ہے اور اگر وہ روزہ رکھے تب بھی قبول نہیں ہوگا، یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ اسی طرح روزے بچوں پر بھی فرض نہیں تا آنکہ وہ بالغ ہو جائیں (ان کی عمر پندرہ سال ہو جائے، ان کے زیر ناف بال نکل آئیں، احتلام ہو، یا اس کے علاوہ بلوغت کی کوئی علامت ظاہر ہو۔) اسی طرح لڑکیوں پر بلوغت سے قبل روزہ فرض نہیں ہے اور بلوغت کو پہچاننا عام عورتوں میں معروف ہے۔ لہذا روزوں کی فرضیت مرد اور عورت پر بلوغت کے بعد ہی ہے لیکن بچوں کو روزے رکھوائے جائیں تاکہ وہ بچپن ہی سے اس کے عادی ہو جائیں تاہم اس بات کا بھی خیال رہے کہ ان کی صحت کے لئے مضرت نہ ہوں (یعنی بہت چھوٹی عمر کے بچوں پر جبر کر کے روزے نہ رکھوائے جائیں) اسی طرح جو شخص پاگل ہے، اس کا دماغ خراب ہے یا مجنون ہے تو اس پر بھی روزے فرض نہیں ہیں۔ اسی طرح ایک شخص اتنا بوڑھا ہو چکا ہے کہ اچھائی اور برائی میں تمیز نہیں کر سکتا تو اس پر بھی روزے فرض ہیں نہ روزوں کے بدلے میں (بطور فدیہ) مسکین کو کھانا کھلانا۔



فصل: دوم

## روزے کی حکمت اور فوائد

اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں میں سے ایک نام ”حکیم“ ہے۔ جس کا معنی اور مفہوم یہ ہے کہ وہ حکمت والا ہے اور حکمت یہ ہے کہ تمام کاموں کو اچھی طرح سے ادا کرنا اور ان کو ان کے صحیح مقام پر رکھنا۔

اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہے، اس نے جو چیز بھی پیدا کی یا اس کو نافذ کیا، اس میں یقیناً کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے۔ اگر کوئی اس کی حکمت نہ سمجھ پائے، تو یہ اس کی اپنی کم علمی ہے ورنہ اس کا کوئی کام اور حکم حکمت سے خالی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فریضیت اور ان کی حکمت و فوائد سے اپنے بندوں کو آگاہ کر دیا ہے۔

① روزوں کی حکمتوں میں اہم چیز یہ ہے کہ یہ ایک عبادت ہے۔ بندہ اس عبادت سے اپنے رب کا قرب حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنی محبوب ترین چیزوں کو اس کی محبت کی خاطر چھوڑ دیتا ہے۔ انسان، کھانا پینا اور ازدواجی تعلقات وغیرہ محض اپنے رب کی رضا اور اس کی خوشنودی کے حصول کی خاطر چھوڑتا ہے۔ یہ چیز انسان کے ایثار کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنے رب کی رضا کے لئے اپنی محبوب ترین چیزوں کو پس پشت ڈالتا اور آخرت کی زندگی کو دنیوی زندگی پر ترجیح دیتا ہے۔

② روزوں کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ جب روزہ دار اپنے روزوں کو واجبات کے ساتھ ادا کرتا ہے تو وہ اس میں تقویٰ پیدا کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ءٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِيْنَ مِن

قَبْلِكُمْ لَمَلَّكُمْ تَنَفُّوْنَ ﴿۱۸۳﴾ (البقرة/۲/۱۸۳)

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر



فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پر ہمیزگار بن جاؤ۔“

③ روزہ فرض کرنے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ بھی ہے کہ انسان متقی بن جائے۔ اس لئے روزہ دار کو حکم دیا گیا کہ وہ تقویٰ کی صفت کو ضرور مد نظر رکھے۔ ”تقویٰ“ اللہ تعالیٰ کے احکامات ماننے اور اس کی منع کردہ اشیاء سے بچنے کا نام ہے اور روزے کا مقصود اعظم یہی تقویٰ ہے۔ یہ نہیں کہ روزے دار کو کھانا پینا وغیرہ چھڑوا کر اس کو اذیت میں ڈالا جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ» (صحیح البخاری، الأدب، باب قول اللہ تعالیٰ واجتنبوا قول الزور، ح: ۶۰۷)

”جو شخص (روزہ رکھ کر) جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا اور جہالت کی بات نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ بھوکا پیاسا رہے۔“

ذرا حدیث کے الفاظ پر غور فرمائیں۔ «قَوْلَ الزُّورِ» سے مراد ہر وہ بات ہے جو حرام قرار دی گئی مثلاً جھوٹ بولنا، غیبت کرنا کسی کو گالی دینا اور اسی طرح کے دیگر اقوال۔ عمل «بِالزُّورِ» سے مراد بھی ہر وہ کام ہے جو غلط ہے اور حرام کیا گیا ہے۔ مثلاً لوگوں کے مال میں خیانت کا مرتکب ہونا، ان کو دھوکہ دینا، کسی کو مارنا، کسی کا مال ناحق لینا، اسی طرح حرام چیز کا سنا جیسے گانا، ساز، بانسری، موسیقی وغیرہ یہ ساری چیزیں اس میں داخل ہیں۔ اور «الْجَهْلُ» سے مراد بیوقوفی۔ یعنی اقوال و اعمال میں ہدایت سے ہٹ جانا اور پہلو تہی کرنا۔

④ روزہ سراسر تربیت نفس نہیں تو اور کیا ہے؟ یہی وہ تربیت ہے جس کے اثرات آدمی کے اخلاق و کردار پر پڑتے ہیں اور رمضان المبارک کے بعد بھی اس پر اس تربیت کے اثرات تادیر باقی رہتے ہیں۔

⑤ رمضان المبارک کے روزوں کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ امیر آدمی کو اللہ کے انعامات اور فضل و کرم کا احساس ہوتا ہے۔ وہ اس عظیم نعمت کو پہچانتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی نعمتوں کے دروازے کھولے ہوئے ہیں۔ عام حالت میں وہ جو کھانا

پینا، عیش و آرام چاہتا ہے اسے میسر آ جاتا ہے۔ لیکن جب روزہ کی حالت میں اس پر پابندی لگی تو اس کو اس نعمت کا احساس ہوا۔

پھر ساتھ ہی اس کو اپنے مفلس بھائی کی مشکلات کا بھی احساس ہوتا ہے جس کو مادی سہولتیں میسر نہیں ہیں چنانچہ وہ صدقات و خیرات سے اس کی مدد کرتا ہے۔

⑥ روزوں کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ انسان کو نفس پر قابو پانے کا طریقہ معلوم ہو جاتا ہے۔ اپنے نفس کو خواہشات کے تابع نہیں بلکہ خواہشات کو نفس کے تابع کر لیتا ہے اور اسے دنیا و آخرت میں خیر و نیکی کی طرف لے جاتا ہے، جس سے وہ صحیح انسان بن جاتا ہے۔ اس میں حیوانی جبلت ختم ہو جاتی ہے۔ جب انسان میں حیوانی جبلت آجائے تو وہ اسے دنیا کی لذتوں اور شہوتوں کی طرف لے جاتی ہے، مگر روزہ اس کا بہترین علاج ہے۔ انسان روزہ سے اپنے نفس پر قابو پالیتا ہے اور برائی سے بچ جاتا ہے۔

⑦ روزوں کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس سے صحت اور تندرستی حاصل ہوتی ہے۔ رمضان کے دوران کھانا معمول سے کم کھایا جاتا ہے جس سے نظام ہضم درست اور جسم سے فاسد مادے اور وہ رطوبتیں خارج ہو جاتی ہیں جو صحت کے لئے مضر ہیں۔



فصل: سوم

## مریض اور مسافروں کے روزوں کے احکامات

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ  
الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾ (البقرة/۲/۱۸۵)

”جو شخص مریض یا مسافر ہو، وہ اور دنوں میں یہ گنتی پوری کرے۔ اللہ تمہارے  
حق میں آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا۔“

مریض کے روزے: مریضوں کی دو اقسام ہیں:

پہلی قسم | دائمی مریض، جن کی صحت یابی کی کوئی امید نہیں ہوتی۔ مثلاً اگر کسی کو سرطان کا  
مرض لاحق ہے تو ایسے شخص کو روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ کیونکہ اس کی صحت  
اسے روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دیتی اور نہ ہی اس کو صحت یابی کی کوئی امید ہوتی ہے۔  
اس لئے ایسے مریض کو چاہیے کہ وہ ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دے  
یا پھر روزوں کے دنوں کے برابر مسکین کو جمع کر کے کھانا کھلا دے۔ مشہور صحابی حضرت  
انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب عمر رسیدہ ہو گئے تو وہ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ یا پھر دنوں کے  
مطابق، مسکین کو چوتھائی صاع (غلہ ماپنے کا پیمانہ) نبوی کے مطابق غلہ دے دے۔ یا پھر چھ  
سو گرام اعلیٰ قسم کی گندم ہر روزے کے بدلے ادا کر دے اور اچھی بات یہ ہے کہ صرف  
غلہ ہی نہ دے بلکہ اس کے ساتھ گھی، گوشت یا کوئی ایسی چیز دے جو سالن یا سالن کا بدل  
ہو۔ اسی طرح بوڑھا آدمی (جو روزہ نہ رکھ سکتا ہو۔ یا روزہ رکھنے کی وجہ سے مزید ضعف اور  
کنزوری کا خطرہ لاحق ہو) لیکن تمیز کرنے کی صلاحیت بہر صورت رکھتا ہو۔ تو ایک مسکین کو  
ہر روز کھانا کھلا دے۔

دوسری قسم | عارضی قسم کا مریض، جیسے کسی کو بخار وغیرہ ہو گیا یا اچانک کوئی بیماری آگئی تو اس میں دو صورتیں ممکن ہیں۔

پہلی صورت | بیمار ہے مگر روزہ رکھنے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ روزہ رکھے کیونکہ اسکے پاس کوئی شرعی عذر نہیں ہے۔

دوسری صورت | روزہ رکھنے سے اس کی تکلیف میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے لئے روزہ مضر ہے تو ایسی صورت میں بیمار کے لئے روزہ رکھنا حرام ہے۔

کیونکہ اس سے اس کی جان کو خطرہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴾ (النساء/۴/۲۹)

”اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد باری ہے:

﴿ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ﴾ (البقرة/۲/۱۹۵)

”اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ» (ابن ماجہ، الاحکام، باب من بنی فی حقہ ما یضر

بجاءہ، ح: ۲۳۴۰)

”کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ خود نقصان اٹھاؤ۔“

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی کئی اسناد ہیں جس سے یہ حدیث قابل حجت ہو گئی ہے۔

روزہ کی رخصت اور قضا دینے کا بیان: روزہ کے مضر اثرات خود مریض کو محسوس ہو جاتے ہیں اور طبیب بھی اس کو روزہ کے مضر اثرات سے مطلع کر دیتا ہے۔ جب مریض صحت مند ہو جائے گا تو جتنے روزے اس نے چھوڑے ہیں وہ پورے کرے گا اور اگر مرض ختم ہونے سے پہلے مریض فوت ہو جاتا ہے تو اس پر کوئی قضا نہیں۔ کیونکہ اس نے رمضان کے بعد ان چھوڑے ہوئے روزوں کو پورا کرنا تھا، جس کی وہ مہلت نہ پاسکا۔

مسافر کے روزے: مسافر کی دو قسمیں ہیں:

**پہلی قسم** | اگر کوئی شخص محض اس لئے سفر اختیار کرے کہ اس سے روزہ کی چھوٹ مل جائے گی تو ایسے شخص کو روزہ افطار کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ روزہ اللہ کا فرض کردہ فریضہ ہے اور فرض کو ساقط کرنے کے لئے کوئی بھی حیلہ کیا جائے تو اس سے فرض ساقط نہیں ہوتا وہ بہر حال باقی رہتا ہے۔

**دوسری قسم** | ایسا مسافر جس کا سفر روزوں سے بچنے کے لئے نہ ہو تو اس صورت میں تین حالتیں ممکن ہیں۔

**پہلی حالت** | آدمی روزہ سے سخت مشقت میں پڑ جاتا ہے تو اس کے لئے روزہ رکھنا حرام ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سفر میں روزہ کی حالت میں تھے لیکن جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ لوگوں کو روزہ رکھنے سے کافی مشقت اور تکلیف کا سامنا ہے اور وہ اس انتظار میں ہیں کہ کیا کریں تو اللہ کے رسول ﷺ نے نماز عصر کے بعد پانی پیا یعنی روزہ افطار کیا تو دیگر لوگوں نے بھی روزہ افطار کر لیا۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ کچھ لوگوں نے روزہ افطار نہیں کیا ہے تو آپ نے فرمایا:

«أُولَئِكَ الْعُصَاةُ، أُولَئِكَ الْعُصَاةُ» (صحیح مسلم، الصیام، باب جواز الصوم

والفطر فی شہر رمضان للمسافر، ح: ۱۱۱۴)

”یہی لوگ نافرمان ہیں، یہی لوگ نافرمان ہیں۔“

**دوسری حالت** | روزہ رکھنے کی صورت میں اس کو مشقت ضرور ہے مگر قابل برداشت ہے۔ زیادہ سخت نہیں ہے تو ایسے مسافر کا روزہ بھی ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رخصت دے کر آسانی کی ہے تو پھر اپنے نفس کو مشقت میں کیوں ڈالا جائے۔

**تیسری حالت** | روزہ رکھنا اس کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔ نہ ہی اس کی وجہ سے اسے کوئی تکلیف ہے تو اب اسے اختیار ہے۔ چاہے تو روزہ رکھ لے۔ چاہے تو افطار کر لے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرة: ۱۸۵)

”اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تمہیں مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا۔“

لفظ ﴿يُرِيدُ﴾ یعنی ارادہ کا مفہوم محبت ہے۔

اگر آدمی کے نزدیک روزہ رکھنا یا نہ رکھنا برابر ہے تو اس شخص کے حق میں روزہ رکھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسی حالت میں روزہ رکھا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سخت گرمی میں سفر میں نکلے۔ سخت گرمی کی وجہ سے بعض لوگوں نے اپنے ہاتھ اپنے سروں پر رکھے ہوئے تھے (تاکہ گرمی سے بچ سکیں) ایسی حالت میں ہم میں صرف اللہ کے رسول ﷺ اور عبد اللہ بن رواحہ روزہ دار تھے۔<sup>❶</sup>

آدمی جب شہر سے نکل پڑے تو اس وقت سے لے کر شہر واپس آنے تک وہ مسافر ہے۔ اگر وہ کسی دوسرے شہر میں (کسی کام کی غرض سے) جاتا ہے تو جب تک وہاں قیام کرے گا، مسافر ہی رہے گا۔ بشرطیکہ اس کی نیت یہ ہو کہ جیسے ہی اس کا کام ختم ہو گا وہ واپس لوٹ جائے گا تو ایسی حالت میں اس کو سفر کی رخصت حاصل رہے گی اگرچہ اس کے قیام کی مدت طویل ہی کیوں نہ ہو جائے۔ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس طرح کے غیر معینہ مدت کے سفر کے قیام کی کوئی مدت بیان نہیں کی ہے۔

سفر خواہ حج و عمرہ کرنے، کسی رشتہ دار سے ملنے یا تجارت کی نیت سے کیا جائے، اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مستقل سفر کی حالت میں رہتے ہیں جیسے ڈرائیور، اگر یہ شہر سے باہر سفر پر نکلتے ہیں تو مسافر ہیں۔ ان کے لئے وہی احکامات ہیں جو عام مسافروں کے لئے ہیں۔ یعنی یہ رمضان میں روزہ افطار کر سکتے ہیں اور قصر نماز ادا کر سکتے ہیں۔ یعنی چار رکعتوں کو دو رکعت پڑھیں گے اور اگر ان کو ضرورت ہو تو ظہر عصر اور

❶ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب التخییر فی الصوم والظہر فی السفر، ح: ۱۱۲۲۔

مغرب عشاء کو اکٹھا کر کے پڑھ سکتے ہیں۔ سفر کی حالت میں ان کے لئے روزہ نہ رکھنا، روزہ رکھنے سے بہتر ہے اور سردی کے (چھوٹے) دنوں میں قضا دیں۔ ہاں اگر ان کے لئے مشقت نہ ہو تو روزہ رکھ لیں۔ اگر یہ اپنے شہر میں ہوں (جہاں ان کا گھر ہے) تو پھر ان پر وہی احکامات ہوں گے جو مقیم پر ہیں (یعنی روزے رکھیں گے اور نمازیں پوری ادا کریں گے) اور جب بھی یہ سفر کی حالت میں ہوں گے تو ان پر احکامات مسافروں والے نافذ ہوں گے۔



## فصل: چہارم

## روزہ توڑنے والی اشیاء

روزہ توڑنے والی اشیاء سات ہیں:

① بیوی سے جماعت کرنا، اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم کرتا ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اسے اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا اور کفارہ یہ ہے کہ وہ ایک غلام آزاد کرے اور اگر غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے اور اگر وہ ان کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔ ہاں اگر اس پر روزہ فرض نہیں ہے، جیسا کہ کوئی ماہ رمضان میں مسافر ہے اور وہ اپنی بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم کرتا ہے تو اس پر کفارہ نہیں ہے تاہم اس روزہ کی قضا دینا ہوگی۔

② منی کا خارج ہونا، خواہ بیوی سے چھیڑ چھاڑ کے نتیجے میں ہو یا بوس و کنار کی وجہ سے ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لیکن صرف بوس و کنار ہوا اور انزال نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح رہے گا۔

③ کھانا پینا اس سے مراد یہ ہے کہ کھانے پینے والی اشیاء کو آدمی اپنے معدہ میں پہنچا دے۔ خواہ وہ منہ کے ذریعے لے جائے یا ناک کے ذریعے، کسی بھی قسم کی غذا ایت والی چیز ہو حتیٰ کہ روزے دار کیلئے دھواں دار چیزوں کو سونگھنا بھی جائز نہیں ہے جبکہ اسے ڈر ہو کہ دھواں پیٹ میں داخل ہو جائیگا کیونکہ دھواں گیسوں کا ایک مجموعہ ہے جبکہ خوشبو سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

④ جو چیز کھانے پینے کے قائم مقام ہو۔ مثلاً نیکہ لگوانا، اگر یہ غذا دار ہو کہ کھانے پینے کا بدل ہو تو ناجائز ہے اور روزہ ٹوٹ جائے گا، لیکن اگر اس میں غذا ایت شامل نہیں تب جائز ہے، چاہے وریدی ہو یا عضل۔

⑤ سینگی یا فصد (نشتر) لگانے سے اگر خون بکثرت نکلے جس سے صحت پر اثر پڑے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے تاہم اگر قلیل مقدار میں نکلے جیسے ہسپتال میں خون ٹیسٹ کرانے کیلئے نکالا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اسلئے کہ اس سے صحت پر مضر اثرات مرتب نہیں ہوتے۔

⑥ جان بوجھ کر قے کرنا۔ ⑦ حیض و نفاس کا خون نکل آنا۔



مذکورہ تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔ مگر یہ تین شروط سے مقید ہے:  
 (الف) مندرجہ بالا سات امور سے متعلق شرعی حکم جانتا ہو اور وقت بھی معلوم ہو۔  
 (ب) اسے یاد ہو۔ (ج) صاحب اختیار ہو۔

مثلاً اگر وہ اس خیال سے سیبگی لگواتا ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو اسکا روزہ درست ہے کیونکہ اسکو مسئلہ کا علم ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:  
 ﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ، وَلَكِنْ مَتَاعِدَتُكُمْ لَكُمْ﴾  
 (الأحزاب ۵/۳۳)

”تم سے بھول چوک سے جو ہو جائے اس کی وجہ سے تم پر کوئی گناہ نہیں البتہ اگر دل سے قصداً ایسا کرو گے تو گناہ گار ہو گے۔“  
 نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ (البقرة ۲/۲۸۶)

”اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہمارا مؤاخذہ نہ کرنا۔“  
 عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے دو دھاگے (ایک سفید اور ایک کالا) اپنے تکیے کے نیچے رکھ لئے۔ اور رات کو اٹھ کر ان دھاگوں کو بار بار دیکھتے کہ کس وقت دونوں کا رنگ واضح دکھائی دیتا ہے، لیکن کچھ معلوم نہ ہو سکا کیونکہ ان کے خیال کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿حَتَّىٰ يَبَيِّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ (البقرة ۲/۱۸۷)

”یہاں تک کہ (صبح کا) سفید دھاگہ (رات کے) سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے گا۔“  
 سے یہی کچھ مراد تھا۔ (حالانکہ اصل مسئلہ یوں نہ تھا) انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے ان کو سمجھایا کہ اس سے مراد صبح کی سفیدی اور رات کی سیاہی ہے <sup>۱</sup> اور آپ نے ان کو دوبارہ روزہ رکھنے کا حکم نہیں دیا۔

﴿بخاری، الصوم، باب قول اللہ تعالیٰ وکلوا واشربوا حتیٰ یتبین لکم..... الخ ح: ۱۹۱۶۔﴾

اگر کوئی شخص یہ سمجھ رہا ہے کہ ابھی سحری کا وقت ختم نہیں ہوا ہے اور وہ سحری کا وقت ختم ہونے کے باوجود کھانا کھاتا رہتا ہے تو اس کا روزہ درست ہو گا۔ اس لئے کہ اس کو تو علم ہی نہیں ہے۔ اسی طرح ایک شخص یہ سمجھتا ہے کہ سورج غروب ہو چکا ہے اور وہ روزہ افطار کر لیتا ہے تو اس کا روزہ درست ہے کیونکہ وہ وقت کے بارے میں لاعلم ہے۔

پہلی شرط کی مثال: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں روزہ افطار کیا۔ اس روز بادل چھائے ہوئے تھے۔ افطار کے بعد بادل چھٹ گئے تو پتہ چلا کہ سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا۔<sup>①</sup>

ایسی صورت حال میں جب کہ غلطی کی بناء پر قبل از وقت روزہ افطار کر لیا تھا اگر قضا واجب ہوتی تو یقیناً اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو واضح فرماتے، اس کے بارے میں حکم دیتے۔ (مگر اللہ کے رسول نے اس بارے میں کوئی حکم نہیں دیا) کیونکہ دین تو مکمل ہو چکا ہے اور اس کے شارع تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور اگر کوئی حکم دیا ہوتا تو اس کو صحابہ رضی اللہ عنہم ضرور بیان فرما دیتے۔ اس لئے کہ دین کی حفاظت کی ذمہ داری تو اللہ تعالیٰ نے نبی ہوئی ہے۔ اب صحابہ رضی اللہ عنہم نے تو اس مسئلے کو بیان نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول نے اس کو بیان نہیں کیا اور جب اللہ کے رسول نے اس کو بیان نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں قضا واجب نہیں ہے۔ خصوصی طور پر جب ایک مسئلہ کے عوامل و اسباب بھی وافر ہوں تو بھی وہ نقل نہ کیا جائے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ تو ایسی بات ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضاحت کرتے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ نقل نہ ہوتا۔

دوسری شرط کی مثال: اسی طرح اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں بھول چوک کر کچھ کھایا پی لیتا ہے تو اسے روزہ نہیں توڑنا چاہیے۔ کیونکہ اس کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی واضح حدیث ہے:

«مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ، فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلَيْتَمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطَعَمَهُ

① بخاری، الصوم، باب إذا أفطر في رمضان ثم طلعت الشمس، ح: ۱۹۵۹۔

اللَّهُ وَسَقَاهُ» (صحیح مسلم، الصیام، باب اکل الناسی وشربه وجماعه لا یفطر،  
ح: ۱۱۵۵، وفي البخاری معناه)

”جس شخص نے بھول کر روزہ کی حالت میں کھا لیا یا پی لیا تو اسے چاہئے کہ اپنے  
روزے کو پورا کرے اس لئے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔“

تیسری شرط کی مثال: اسی طرح کسی شخص کو جبراً روزہ کی حالت میں کھانا کھلادیا جائے یا کھلی  
کا کوئی قطرہ اس کے پیٹ میں چلا گیا یا آنکھ میں دوائی ڈالی اب دوائی کے قطرے کا ذائقہ  
اس کے حلق میں چلا گیا یا آدمی کو احتلام ہو گیا تو ان تمام حالتوں میں اس کا روزہ صحیح ہے  
اس لئے کہ یہ سارے کام اس کے ارادے کے بغیر ہوئے ہیں۔

مزید فروعی مسائل: مسواک کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا بلکہ روزہ کی حالت میں مسواک  
کرنا سنت ہے۔<sup>①</sup> مسواک دن کے کسی بھی حصہ میں کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے۔ خواہ وہ  
دن کا پہلا پیر ہو یا آخری، روزہ دار کے لئے جائز ہے کہ وہ سخت گرمی یا پیاس سے بچنے کے  
لئے اپنے سر پر پانی ڈال لے یا غسل کر لے۔ یا اس طرح کا کوئی طریقہ اختیار کرے جس  
سے اس کو راحت مل جائے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ روزہ کی حالت میں  
پیاس کی وجہ سے اپنے سر پر پانی ڈالتے تھے<sup>②</sup> اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روزہ کی  
حالت میں گیلا کپڑا اپنے اوپر لیا کرتے تھے۔<sup>③</sup> یقیناً یہ تمام سہولتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی  
طرف سے ہمیں عطا کی گئی ہیں اور بلاشبہ یہ اس کا فضل و کرم اور احسان ہے اور یہ وہی  
زری و سہولت ہے جسے اللہ نے روزوں کا حکم دے کر بعد میں بیان کیا ہے۔

① بخاری، الصوم، باب سواک الرطب والیابس للصائم تعلیقاً. و ابوداؤد۔ الصیام۔  
باب السواک للصائم۔ ح: ۲۳۶۳۔

② ابوداؤد۔ الصیام۔ باب الصائم یصیب علیہ الماء..... ح: ۲۳۶۵۔

③ بخاری، الصوم۔ باب اغتسال الصائم تعلیقاً. مصنف ابن ابی شیبہ۔ الصیام۔ ما ذکر فی  
الصائم یتلذذ بالماء ح: ۹۲۱۴۔

فصل پنجم

## نماز تراویح

تراویح: رمضان المبارک میں نماز عشاء کے بعد باجماعت نماز ادا کرنے کو تراویح کہا جاتا ہے۔ اس کا وقت فجر کی اذان تک ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے تراویح کی ترغیب ان الفاظ میں دلائی ہے۔ ارشاد ہوا:

«مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» (صحیح البخاری، صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان ح: ۲۰۰۹)

”جس شخص نے رمضان میں ایمان اور طلبِ ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد میں ایک رات قیام فرمایا اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر اگلے دن لوگ زیادہ ہو گئے۔ پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ اکٹھے ہوئے مگر آپ نماز پڑھانے نہ گئے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا، میں نے کل تمہارا شوق دیکھا، تمہیں نماز پڑھانے کے لئے آنے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی، مگر مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تمہارے اوپر فرض نہ قرار دے دی جائے۔<sup>(۱)</sup> یہ سارا واقعہ رمضان المبارک میں پیش آیا۔

تراویح کی مسنون رکعتیں: سنت یہ ہے کہ گیارہ رکعت نماز دو دو کر کے ادا کی جائے۔ اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ آپ کی رمضان المبارک میں نماز کیسی تھی تو انہوں نے فرمایا:

«مَا كَانَ يَرِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى أَحَدِي عَشْرَةَ رَكْعَةً» (صحیح

البخاری، التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ، ح: ۱۱۴۷)

”آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔“  
 مؤطا امام مالک میں محمد بن یوسف سے روایت ہے۔ (یہ ثقہ اور معتبر ہیں۔) وہ سائب بن  
 یزید (صحابی) سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور تمیم  
 الداری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت نماز پڑھائیں۔<sup>①</sup>

اب اگر کوئی شخص رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زائد نماز پڑھتا ہے تو اس میں اس  
 کے لئے کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اللہ کے رسول (ﷺ) سے قیام اللیل کے بارے میں  
 پوچھا گیا تو فرمایا، دو دو رکعت پڑھی جائے اور جب کسی کو صبح ہونے کا ڈر ہو تو وہ ایک  
 رکعت (وتر) پڑھ لے جو پوری نماز کو طاق بنا دے گا۔<sup>②</sup>

تاہم افضل یہی ہے کہ جو چیز سنت سے ثابت ہو اسی کو اختیار کیا جائے اور اس بات کا  
 خیال رہے کہ نماز میں ٹھہراؤ، غور و فکر اور اس میں قیام، رکوع اور سجود طویل ہوں، مگر یہ  
 ضروری ہے کہ وہ لوگوں پر مشقت کا سبب نہ بنیں، بعض لوگ تراویح میں بہت زیادہ  
 جلدی کرتے ہیں۔ حقیقتاً یہ خلاف شرع ہے اور اس جلدی میں اگر رکن یا واجب میں  
 خلل پیدا ہو جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

آج کل عام طور پر بہت سے ائمہ، مساجد، نماز تراویح میں بطور خاص ان احکامات کا  
 اہتمام نہیں کرتے۔ ان احکامات کا اہتمام نہ کرنا درست نہیں ہے کیونکہ امام مسجد صرف  
 اپنی ہی نماز نہیں پڑھتا بلکہ وہ اپنی نماز کے ساتھ ساتھ دوسروں کی امامت بھی کروا رہا ہوتا  
 ہے تو ایسی صورت میں اس کی حیثیت ایک حاکم یا ولی کی بن جاتی ہے جس کو درست کام  
 کرنے چاہئیں۔ بعض اہل علم نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ امام کے لئے یہ جائز نہیں کہ  
 وہ نماز میں اتنی جلدی کرے کہ مقتدیوں سے نماز کا کوئی مسنون عمل چھوٹ جائے۔  
 چہ جائیکہ امام اتنی جلدی کرے کہ مقتدی واجب بھی ادا نہ کر سکیں۔

① مؤطا امام مالک۔ الصلوٰۃ۔ ماجاء فی قیام رمضان۔

② بخاری۔ الوتر۔ باب ماجاء فی الوتر۔ ح: ۹۹۰۔

اہم مسئلہ: لوگوں کیلئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ نماز تراویح کو قائم کریں اور اس نماز کو (حسن قرأت کیلئے) ایک مسجد سے دوسری مسجد میں جانے میں ضائع نہ کر دیں۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ جو شخص امام کے ساتھ نماز (یعنی تراویح) ادا کرے یہاں تک کہ امام مسجد سے چلا جائے تو اس کیلئے رات بھر کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے <sup>(۱)</sup> اگرچہ وہ بعد میں گھر جا کر سو ہی کیوں نہ جائے۔

خواتین کا صلوة تراویح میں شرکت کرنا: خواتین کا نماز تراویح کے لئے مسجدوں میں آنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تاہم یہ خیال رہے کہ ان کو گھر سے نکلنے وقت پردہ اور اپنی عزت و وقار کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیے۔ وہ زیب و زینت کر کے اور خوشبو لگا کر نہ نکلیں اور نہ ہی ان کے گھر سے نکلنے میں کسی فتنہ کا ڈر ہو۔

(۱) ترمذی۔ الصوم۔ باب ماجاء فی قیام شہر رمضان۔ ح: ۸۰۶۔



## فصل: ششم

## زکوٰۃ اور اس کے فوائد

زکوٰۃ اسلام کے فرائض میں سے ایک فرض اور اسلام کا اہم رکن ہے۔ کلمہ شہادت اور نماز کے بعد یہ سب سے اہم ہے۔ اس کی فرضیت قرآن و سنت اور مسلمانوں کے اجماع سے ثابت ہے۔ اگر کوئی مسلمان اس کا انکار کرتا ہے تو وہ کافر اور مرتد ہے اس کو فوراً توبہ کرنی چاہیے۔ بصورت دیگر وہ واجب القتل ہو گا اور جو شخص محض کنجوسی اور بخیلی کی وجہ سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا (لیکن فرضیت کا قائل ہے) یا اس زکوٰۃ کو پورا ادا نہیں کرتا (کم ادا کرتا ہے) تو ایسا شخص ظالموں میں سے ہے اور وہ اللہ کے عذاب کا حقدار بن جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرًّا لَّهُمْ سَيَطُوفُونَ مَا بِبَخْلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّهُ مِيرَاثُ السَّمَكَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ (آل عمران ۱۸۰/۳)

”جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا ہے پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ (بخیلی) ان کے لئے بہتر ہے (نہیں) بلکہ وہ ان لئے نہایت بری ہے۔ عنقریب ایسے لوگ قیامت کے دن طوق پہنائے جائیں گے (اس مال کا) جس کا انہوں نے بخل کیا۔ زمین اور آسمانوں کی میراث تو اللہ ہی کے لئے ہے اور تم جو کام کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ، مُثَلَّ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَفْرَعًا، لَهُ زَبَيْتَانِ يَطُوفُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلَهْزِمَتَيْهِ، يَعْنِي شِدْقِيهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالِكٌ أَنَا كَنْزُكَ» (صحیح بخاری، الزکوٰۃ، باب اثم

مانع الزکاة، ح: ۱۴۰۳)

”جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو اس مال کو قیامت کے دن گنجه سانپ کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ جس کے دوسیاہ نقطے ہوں گے (اور اس کے دونوں جڑوں سے زہریلی جھاگ نکل رہی ہوگی) اور پھر اس سانپ کو اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا پھر وہ اس کی دونوں باپھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں (کثرت زہر کی وجہ سے سانپ کے بال بھڑکتے ہیں۔)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُفْقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿۳۵﴾﴾ (التوبة ۳۴/۳۵)

”وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے پس انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دیں۔ جس دن (اس خزانے کو) جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور پھر اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ یہ وہ خزانہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ پس اس کو چکھو جو تم جمع کرتے تھے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ، لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَىٰ بِهَا جَبْهُهُ وَجَيْتُهُ وَظَهْرُهُ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَىٰ بَيْنَ الْعِبَادِ» (صحیح مسلم، الزکاة، باب اثم مانع الزکاة، ح: ۹۸۷)



”جو بھی سونے اور چاندی کا مالک اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں تیار کی جائیں گی۔ پھر ان کو جہنم کی آگ میں مزید گرم کیا جائے گا اور اس سے اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔ جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گے تو دوبارہ ان کو گرم کیا جائے گا اور یہ سلسلہ پچاس ہزار سال کے دن میں برابر چلتا رہے گا۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔“ (جنہوں نے جہنم میں جانا ہے یا جنت میں جانا ہے۔)

زکوٰۃ کے دینی فوائد: ① ارکان اسلام میں سے ایک رکن کا قیام جس سے بندے کو دنیا و آخرت کی سعادت ملتی ہے۔

② اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور ایمان میں اضافے کا باعث ہے۔

③ اس کی ادائیگی سے بندے کو اجر عظیم ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرِي الْمَصْدَقَ﴾ (البقرہ ۲/۲۷۶)

”اللہ تعالیٰ سود کو ختم کرتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا آتَيْتُم مِّن رَّبِّا لَّيْرَبُوا فِيْ أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْتَوُوا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكْوٰتٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ﴾ (الروم ۳۰/۳۹)

”تم لوگ جو (مال) سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے (جان لو کہ) یہ

اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا (ہاں) جو تم زکوٰۃ ادا کرتے ہو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے

کے لئے تو ایسے ہی لوگ بڑھا رہے ہیں۔“

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ - أَيِّ مِمَّا يُعَادِلُ تَمْرَةٍ - مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ،

وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّئُهَا

لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدَكُمْ فَلَوْهٗ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ“ (صحیح

بخاری، الزکاۃ، باب الصدقة من كسب طيب، ح: ۱۶۱۰)

”جس شخص نے حلال کمائی سے کھجور کے برابر صدقہ کیا اور اللہ تعالیٰ تو حلال ہی کی کمائی قبول کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس (صدقہ) کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر اس کو صدقہ دینے والے کے لئے پرورش کرتا ہے جس طرح کوئی شخص اپنے پچھڑے کی پرورش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ (ایک کھجور کا صدقہ) پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔“

حدیث سے مراد یہ ہے کہ صدقہ (زکوٰۃ) دینے کی بڑی فضیلت ہے اور دینے والے کے اخلاص کی بدولت بعض اوقات ایک کھجور اللہ کے ہاں پہاڑ سے بڑھ جاتی ہے۔ (واللہ اعلم)

④ صدقہ اور خیرات دینے سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ جس طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ» (ترمذی، الجمعة،

باب ما ذکر فی فضل الصلاة، ح: ۶۱۴)

”صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا (مٹا) دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔“

اور یہاں صدقہ سے مراد زکوٰۃ اور تمام نفلی صدقات ہیں۔

زکوٰۃ کے اخلاقی فوائد: ① زکوٰۃ دینے والے انسان میں جو دو سخاوت کی صفت پیدا ہوتی ہے۔

② زکوٰۃ دینے سے فقیر اور مسکین بھائیوں کے لئے جذبہ رحم و مہربانی پیدا ہوتا اور بڑھتا ہے اور دوسرے پر رحم کر کے انسان خود بھی اللہ کی رحمت حاصل کرتا ہے۔

③ یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ مسلمانوں کو نفع پہنچانے سے انسان کو دلی سکون اور راحت ملتی ہے اور وہ لوگوں کی نگاہوں میں بھی محبوب بن جاتا ہے۔

④ زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کا نفس بخل اور کنجوسی سے پاک ہو جاتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿حَذِّمْنَا أَمْوَالَهُمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ (التوبة/۹/۱۰۳)

”مال داروں سے زکوٰۃ وصول کریں، اس کے ذریعے سے انہیں پاک صاف کر دیں۔“

زکوٰۃ کے معاشرتی فوائد: ① زکوٰۃ ادا کرنے سے دنیا کے بے شمار علاقوں میں مقیم حاجت مندوں کی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔

② زکوٰۃ دینے سے مسلمانوں کو مالی استحکام ملتا ہے۔ ان کی معاشی اور معاشرتی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔ مزید برآں اجتماعی سطح پر شان و عظمت ملتی ہے اسی لئے مصارف زکوٰۃ میں جہاد فی سبیل اللہ کو بھی مد نظر رکھا گیا کہ زکوٰۃ کے مصارف میں جہاد کی ضروریات بھی پوری ہوں۔

③ زکوٰۃ ادا کرنے سے فقیر اور امیر کے درمیان محبت و پیار کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے، اور مال و دولت کی وجہ سے غریبوں میں جو فطری حسد و بغض پیدا ہوتا ہے وہ زکوٰۃ کی بدولت دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے جب امیر لوگ انہیں اپنے مال کا حصہ پیش کرتے ہیں تو پھر ان کے تعلقات میں بہتری آتی ہے اور پیار و محبت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

④ زکوٰۃ و خیرات مال میں اضافہ کا سبب بنتے ہیں۔ مال دینے والے کے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ» (صحیح مسلم، البر والصلة، باب استحباب

العفو والتواضع، ح: ۲۵۸۸)

”صدقہ و خیرات کرنے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی۔“

یعنی ممکن ہے کہ عدد کے اعتبار سے تو مال میں کمی ہو مگر برکت کی وجہ سے کمی نہیں آئے گی کہ اللہ تعالیٰ صدقہ و خیرات کرنے والے کے مال میں برکت عطا فرمادیتا ہے اور اس کا نعم البدل بھی عنایت کر دیتا ہے۔

⑤ زکوٰۃ ادا کرنے سے دولت اغنیاء کے ہی مابین منجمد نہیں ہو جاتی بلکہ وہ مسلسل گردش میں رہتی ہے، جس کی بدولت بہت سارے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس کی بجائے اگر دولت مالداروں کے ہاتھوں میں رہے اور وہ زکوٰۃ ادا نہ کریں تو یقیناً اس سے فقراء کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

مندرجہ بالا نکات سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنا ایک فریضہ ہے جس سے معاشرے پر بڑے عمدہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ فرد کی اصلاح کا مرحلہ ہو یا معاشرے کی

اصلاح کا، زکوٰۃ اس سلسلہ میں بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے۔

زکوٰۃ مخصوص اموال میں فرض ہے۔ جن میں سونا، چاندی بھی شامل ہیں، شرط یہ ہے کہ ان کی مقدار نصاب کو پہنچ جائے اور وہ سونا میں ساڑھے سات تولے اور چاندی میں ساڑھے باون تولے۔ ان مذکورہ چیزوں میں دسویں حصہ کی چوتھائی یعنی ڈھائی فی صد کے اعتبار سے زکوٰۃ دی جائے گی۔

اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ سونا اور چاندی نقدی صورت میں ہو، زیور کی صورت میں ہو یا ڈلی (piece) کی صورت میں۔ ہر حالت میں زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔ تاہم اس زیور کا نصاب کی حد تک پہنچنا ضروری ہے۔ اب اگر زیور یا سونا پاس ہے تو زکوٰۃ ہر حال میں ادا کرنا ہوگی خواہ اس کو پہنا جائے یا نہ پہنا جائے یا کسی کو عاریتاً دینے کے لئے رکھا ہو۔ اس لئے کہ اس ضمن میں احادیث بڑی واضح ہیں۔

جیسا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

«أَنَّ امْرَأَةً أَنْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي يَدِ ابْتِنِهَا مَسْكَنَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ  
أَعْطَيْنِ زَكَاةَ هَذَا؟ قَالَتْ لَا قَالَ أَيْسُرُكَ أَنْ يُسَوِّرَكَ اللَّهُ بِهِمَا  
سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَتْ هُمَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ»  
(أبو داود، الزكاة، باب الكنز ما هو؟ وزكاة الحل، ح: ۱۵۶۳)

”ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی جس نے سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا، کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے کہا، نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ ان دونوں کے عوض میں آگ کے کنگن پہنائے۔ تو اس عورت نے ان دونوں کنگنوں کو اتار کر نبی ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ اور کہا، یہ اللہ اور اس کے رسول کے حوالے ہیں۔“

جن اموال سے زکوٰۃ دینا ضروری ہے ان میں تجارت کے لئے رکھی گئی ہر قسم کی وہ اشیاء شامل ہیں جن کو تجارت کہہ سکتے ہیں۔

جائیداد (زمین، عمارتیں وغیرہ) گاڑیوں وغیرہ کی آمدنی پر ڈھائی فیصد زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ بشرطیکہ ان پر ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہو۔ موجودہ مارکیٹ کے مطابق اس کی قیمت لگانا ہوگی۔ خریدتے وقت اس کی قیمت کم تھی یا زیادہ، زکوٰۃ کا حساب موجودہ وقت میں مارکیٹ میں جو اس چیز کی قیمت ہے اس کے مطابق زکوٰۃ ادا کریں البتہ وہ اشیاء جو ذاتی استعمال میں ہوں یا ان کو کرایہ پر دینے کے لئے رکھا گیا ہو تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

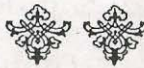
نبی اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ:

«لَيْسَ عَلَيَّ الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ» (صحیح مسلم، الزکاة،

باب لا زکاة علی المسلم فی عبده و فرسه، ح: ۹۸۲)

”مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔“

لیکن ان کی اجرت پر جب اس پر سال پورا ہو جائے اور اسی طرح سونے اور چاندی پر زکوٰۃ لازمی ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم



فصل: ہفتم

## زکوٰۃ کے مستحق

زکوٰۃ کن کو ادا کی جائے یا اس کے حق دار کون ہیں، اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں خود ہی اس کی وضاحت فرمادی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْمَعْمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ فُلُوقِهِمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَدِيرِ مِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَبْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ﴾ (التوبة ۹/۶۰)

”صدقات (زکوٰۃ و خیرات) تو صرف فقیروں اور مسکینوں کے لئے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لئے ہیں اور ان کے لئے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو اور گردنیں چھڑانے میں اور قرض داروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور راہ رو مسافروں کے لئے۔ اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔“

چنانچہ اس آیت کی روشنی میں یہ آٹھ قسم کے لوگ ہیں۔

پہلی قسم | فقراء وہ لوگ ہیں جن کے پاس ضروری کھانے پینے کی اشیاء اتنی تھوڑی مقدار میں ہوں کہ وہ آدھے سال کے لئے بھی ناکافی ہوں اور اگر انسان کا یہ مقدور نہ ہو کہ وہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے چھ ماہ تک خوراک مہیا کر سکے تو وہ فقیر ہے اور اس کو اتنی رقم ملنی چاہیے کہ اس کے اخراجات پورے سال کے لئے کافی ہو جائیں۔

دوسری قسم | مساکین وہ لوگ ہیں جن کے پاس چھ ماہ یا اس سے زائد، مگر ایک سال سے کم مدت کے لئے نان و نفقہ موجود ہے۔ تو ان کو پورے سال کا نان و نفقہ دیا جانا چاہیے۔ اب اگر ایک آدمی جس کے پاس نقدی رقم تو نہیں ہے لیکن اس کے پاس دوسرے ذرائع آمدن ہیں یا وہ تنخواہ دار ہے یا اس کے پاس فن ہے جس کی بدولت وہ ہر ماہ رقم کما سکتا ہے اور اپنی ضروریات پوری کر سکتا ہے تو ایسے شخص کو زکوٰۃ ادا نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

«لَا حَظَّ فِيهَا لِغَنِيِّ وَلَا لِغَنِيِّ مُكْتَسِبٍ» (ابوداؤد، الزکاة، باب من يعطى

من الصدقة و حد الغنى، ح: ۱۶۳۳)

”(زکوٰۃ میں) امیر آدمی اور جو طاقتور کمانے والا ہو اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔“

تیسری قسم | زکوٰۃ اکٹھی کرنے والے ملازم، یا وہ لوگ جن کی تنخواہیں حکومت ادا کرتی ہے اور یہ زکوٰۃ کے شعبہ میں کام کرتے ہیں، لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرتے، مستحق لوگوں کو دیتے اور اس کا حساب و کتاب رکھتے اور اس کو محفوظ کرتے ہیں۔ تو ان لوگوں کو زکوٰۃ کی رقم سے ان کے کام کی مقدار کے بقدر تنخواہ یا معاوضہ دیا جائے گا خواہ یہ لوگ امیر ہی کیوں نہ ہوں۔

چوتھی قسم | لوگوں کے دلوں کو مائل کرنے کے لئے۔ ان لوگوں کو جو اپنے قبیلوں کے سردار یا بااثر لوگ ہیں ان کے ایمان کمزور ہیں تو ان کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے یا ان کے دلوں میں اسلام کی محبت ڈالنے کے لئے انہیں زکوٰۃ میں سے رقم دی جائے گی تاکہ یہ اسلام کے داعی اور لوگوں کے لئے نمونہ بن جائیں۔ اب اگر ایک آدمی کا اسلام کمزور ہے اور وہ اپنے قبیلے کا سردار یا بااثر آدمی نہیں ہے بلکہ وہ عام لوگوں میں سے ہے تو کیا اس کو زکوٰۃ میں سے رقم دی جائے گی کہ اس کا ایمان مضبوط ہو جائے۔ (یا نہیں؟) تو اس بارے میں علماء کرام کی دو آراء ہیں۔

بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس کو زکوٰۃ کا مال دیا جائے۔ اس لئے کہ دین کی مصلحت آدمی کی بدنی مصلحت سے زیادہ اہم ہے۔ مثلاً اگر مسلمان فقیر ہے تو اس کو زکوٰۃ دی جائے گی تاکہ وہ خوراک کا بندوبست کر سکے، مگر ایمان کو قوت دینے والی اور اس کو اسلام کے قریب کرنے والی چیز مقابلتا زیادہ اہم ہے اور اس کے فوائد زیادہ ہیں، مگر بعض علمائے کرام کا یہ کہنا ہے کہ اس کو زکوٰۃ نہ دی جائے کیونکہ اس کے ایمان کا مضبوط ہونا ایک فرد کا ذاتی معاملہ ہے۔ جس کا اس کی ذات ہی سے تعلق ہے۔

**پانچویں قسم** | زکوٰۃ کی رقم سے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح مکاتب غلام کو بھی زکوٰۃ ادا کی جاسکتی۔ شرعی اصطلاح میں مکاتب وہ غلام ہے جس نے اپنے مالک سے سودا کر رکھا ہے کہ وہ اس کو معینہ مبلغ ادا کر دے گا اور جب وہ مبلغ ادا کر دے تو اس کو آزادی مل جائے گی۔ شرعی اصطلاح میں ایسے غلام کو مکاتب کہا جاتا ہے۔ اب زکوٰۃ کی رقم سے ایسے مکاتب کی مدد کی جائے گی تاکہ اس کو جلد آزادی مل جائے تاہم ضروری ہے کہ وہ مسلمان ہو۔

**چھٹی قسم** | مقروض آدمی کو (خواہ قرض زیادہ ہو یا کم) زکوٰۃ کی رقم سے مدد دی جاسکتی ہے جب کہ اس کے پاس قرض ادا کرنے کا کوئی اور ذریعہ نہ ہو۔ اب اگر ایک آدمی اتنا مالدار ہے کہ اس کے پاس کھانے پینے کا بندوبست ہے یا اس کی اتنی آمدنی ہے کہ اس سے اس کے گھریلو اخراجات پورے ہو رہے ہیں، مگر اس پر قرض ہے جسے وہ ادا نہیں کر سکتا تو اس کو زکوٰۃ سے اتنی رقم دی جائے گی کہ اس سے اس کے قرضے اتر جائیں۔ اگر ایک آدمی نے کسی شخص سے قرض لینا ہو اور مقروض اس کا قرض واپس کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے کہ آدمی اس سے قرض کو واپس نہ لے اور اس قرض کو اپنی زکوٰۃ سے کاٹ لے۔ علمائے کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ایک شخص مقروض ہے یا اس کا بیٹا مقروض ہے کیا وہ دونوں ایک دوسرے کو اپنی زکوٰۃ دے سکتے ہیں تاکہ وہ (زکوٰۃ لینے والا) خواہ وہ باپ ہو یا بیٹا اپنا قرض اتار لے۔ جو اب یہ ہے کہ ایسا



کرنا جائز ہے۔ ﴿واللہ اعلم﴾

اور زکوٰۃ دینے والے کو چاہیے کہ وہ زکوٰۃ اس کو ادا کرے جو اس کا مستحق ہے۔ اگرچہ مقروض شخص کو پتہ نہ چلے کہ اس کی مدد زکوٰۃ سے کی جا رہی ہے، مگر زکوٰۃ دینے والے کو علم ہو کہ یہ مقروض اپنا قرض ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

ساتویں قسم | فی سبیل اللہ، زکوٰۃ کے مال سے رقم خرچ کی جاسکتی ہے، فی سبیل اللہ سے مراد اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ مجاہدین کو زکوٰۃ سے رقم ادا کی جاسکتی ہے تاکہ وہ جہاد کی ضروریات کو پورا کر سکیں۔ زکوٰۃ کے مال سے جہاد کا ساز و سامان (سامان حرب) خریدا جاسکتا ہے۔ شرعی علم حاصل کرنے والا طالب علم بھی فی سبیل اللہ میں آتا ہے تو شرعی طالب علم کو زکوٰۃ کی رقم ادا کی جاسکتی ہے تاکہ وہ کتب اور دوسری حاجات کو پورا کر سکے۔ لیکن اگر وہ امیر ہے اور اس کے پاس ذاتی اتنا مال ہے کہ اپنی ضروریات پوری کر سکتا ہے تو پھر اس کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔

آٹھویں قسم | ایسا مسافر جس کا دوران سفر زاد راہ ختم ہو جائے تو اس کو زکوٰۃ سے اتنی رقم دی جائے جو اس کو اس کے وطن پہنچا دے۔

یہ آٹھ اقسام ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ذکر کیا ہے اور ہمیں بتایا ہے کہ زکوٰۃ فرض ہے اللہ علیم و حکیم نے اپنے علم اور حکمت سے اس کے مصارف بیان کر دیئے ہیں۔ زکوٰۃ کی رقم سے مساجد بنانا، سڑکوں کو مرمت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مستحقین کی تفصیل بیان کر دی ہے۔

﴿یہ فتویٰ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کے مطابق ہے۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک ایک شخص اپنے باپ اور اپنی اولاد کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا، کیونکہ ان کی کفالت تو اس پر فرض ہے، اگر وہ ان کو زکوٰۃ دے گا، تو گویا اس نے زکوٰۃ سے ایک فائدہ اٹھا لیا کہ نفقہ واجبہ سے بچ گیا اور زکوٰۃ سے فائدہ اٹھانا صحیح نہیں۔ جیسے کسی غریب کو، اس کی اجرت میں زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں اور یہی رائے صحیح ہے۔ (ص-ی)

اگر ہم زکوٰۃ کی حکمت پر غور کریں اور اس کے مستحقین کو دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ معاشرے میں بعض لوگ ذاتی طور پر اس کے ضرورت مند ہیں اور بعض حالات میں عام مسلمان (زکوٰۃ ادا کرتے وقت) زکوٰۃ لینے والے سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اب زکوٰۃ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی ادائیگی سے ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔



## فصل: ہشتم

## صدقہ فطر (فطرانے) کے بارے میں

رسول اللہ ﷺ نے فطرانہ کو فرض قرار دیا ہے جو رمضان کے آخر میں ادا کیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكْرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ»  
(صحیح بخاری، الزکاة، ابواب صدقۃ الفطر، باب فرض صدقۃ الفطر، ح: ۱۵۰۳)

”اللہ کے رسول ﷺ نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، غلام، آزاد، مرد، عورت چھوٹے بڑے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔“

فطرانہ کھانے کے غلہ کا ایک صاع ہے جو آدمی کی بھوک کو ختم کرتا ہے۔ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كُنَّا نُخْرَجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَكَانَ طَعَامَنَا الشَّعِيرُ وَالزَّيْبُ وَالْأَقِطُ وَالتَّمْرُ»  
(صحیح بخاری، الزکاة، ابواب صدقۃ الفطر، باب الصدقۃ قبل العید، ح: ۱۵۱۰)

”ہم رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور میں (عید) فطر کے دن کھانے کا ایک صاع نکالتے تھے۔ ابوسعید فرماتے ہیں (ان دنوں) ہمارا کھانا جو، منقہ، پنیر اور کھجور ہوتا تھا۔“

صدقہ فطر میں مبلغ نقدی، لباس، جانوروں کا چارہ اور دیگر اشیاء وغیرہ نہیں دی جا سکتیں۔ اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے دور اقدس میں صدقہ فطر غلہ ہی کی صورت میں دیا گیا ہے اور آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ» (صحیح مسلم، الافضیۃ، باب

نقض الاحکام الباطلة، ح: ۱۷۱۸)

”جس نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔“

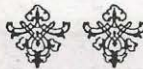
جہاں تک ایک صاع کے وزن کا تعلق ہے تو وہ دو کلو اور چالیس گرام اعلیٰ درجہ کی گندم وغیرہ ہے۔ یہ وہ مقدار ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے دور میں دی جاتی تھی۔ صدقہ فطر کا عید الفطر سے پہلے نکالنا ضروری ہے اور افضل یہ ہے کہ اس کو عید والے دن نماز عید سے قبل ادا کیا جائے۔ تاہم ایک یا دو دن پہلے بھی دیا جاسکتا ہے۔ صدقہ فطر اگر نماز عید کے بعد ادا کیا جائے تو یہ جائز نہیں اور اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ:

«فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طَهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطَعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ فَمَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ» (ابن

ماجة، الزكاة، باب صدقة الفطر، ح: ۱۸۲۷)

”رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر، روزے دار کو بے ہودگی اور فحش گوئی سے پاک کرنے، نیز محتاجوں کے کھانے کا انتظام کرنے کے لئے فرض کیا ہے جس نے نماز عید سے پہلے ادا کیا اس کا صدقہ (بطور صدقہ فطر) قبول ہو گا اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا اس کا صدقہ، (بطور صدقہ فطر نہیں، بلکہ عام صدقہ شمار ہو گا۔“

لیکن اگر ایسی صورت ہو جاتی ہے کہ صدقہ فطر دینے والے کو عید کے دن کا عید کی نماز کے بعد پتہ چلتا ہے اور اس وقت وہ صحرا میں تھا یا کسی ایسی جگہ مقیم تھا جہاں اس کے مستحق موجود نہ تھے تو پھر عید کی نماز کے بعد بھی صدقہ فطر ادا کیا جاسکتا ہے۔ (واللہ اعلم)



## رمضان المبارک کے احکامات و واجبات

تمام قسم کی حمد و ثنا اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے اور درود و سلام ہمارے پیارے رسول محمد ﷺ پر اور ان کی آل و اصحاب پر۔

رمضان المبارک کے بارے میں انتہائی اختصار کے ساتھ اس کے احکامات، اس کے مسائل، رمضان میں لوگوں کی اقسام، روزہ توڑنے والی اشیاء اور دیگر فائدے بیان کئے جاتے ہیں۔

① روزہ: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک روزہ توڑنے والی چیزوں سے بچنے کا نام ہے۔

② رمضان المبارک کے روزے اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہیں۔ اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ:

«بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ» (صحیح بخاری، ایمان، باب دعاؤکم ایمانکم، ح: ۸، وصحیح مسلم، ایمان، باب بیان ارکان الإسلام، ح: ۱۶)

”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ شہادت نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔“

رمضان میں لوگوں کی اقسام: ① روزہ ہر اس مسلمان پر فرض ہے جو عاقل، بالغ، مقیم اور روزہ رکھنے کی قدرت رکھتا ہے۔

② کافر پر روزہ نہیں ہے۔ اگر وہ مسلمان ہو جاتا ہے تو اس پر روزے کی قضا نہیں ہے۔

- ③ بچے پر بلوغت سے پہلے روزہ فرض نہیں ہے لیکن اس کو روزہ رکھوانا چاہیے تاکہ اس کو روزے رکھنے کی عادت پڑ جائے۔
- ④ پاگل، مجنون پر روزہ فرض نہیں ہے اور نہ ہی اس کی طرف سے مساکین کو کھانا کھلایا جائے گا۔ خواہ وہ بڑی عمر کا ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح وہ بوڑھا آدمی جس کے اندر تمیز کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔ (اس پر بھی روزہ فرض ہے نہ فدیہ)
- ⑤ دائمی مریض مثلاً بوڑھا آدمی اور وہ مریض جس کو شفا کی امید نہ ہو روزہ نہ رکھے اور اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے گا۔
- ⑥ وہ مریض جو اچانک بیمار ہوا ہے اس کو تندرست ہونے کی امید ہے، بیماری کی حالت میں اگر وہ محسوس کرتا ہے کہ روزہ رکھنے سے اس کی بیماری یا تکلیف میں اضافہ ہو جائے گا تو روزہ نہ رکھے تاہم بعد میں وہ اس کی قضا دے گا۔ (یعنی جتنے روزے چھوڑے اتنے ہی رمضان کے بعد رکھے گا)
- ⑦ حاملہ عورت، یا دودھ پلانے والی عورت اگر یہ محسوس کرے کہ روزہ کی وجہ سے اس کے حمل پر یا دودھ پیتے بچے پر مضر اثرات پڑ سکتے ہیں تو وہ روزہ نہ رکھے، تاہم بعد میں جب اس کے لئے آسانی ہو کسی خطرے کا ڈر نہ ہو تو روزوں کی قضا دے۔
- ⑧ حائضہ اور نفاس والی عورت، اس حالت میں روزہ نہیں رکھے گی بعد میں قضا دے گی۔
- ⑨ کسی شخص کو غرق ہونے سے بچاتے ہوئے یا آگ لگنے کی صورت میں آدمی روزہ چھوڑنے پر مجبور ہے تو روزہ نہ رکھے تاہم بعد میں روزوں کی قضا دے۔
- ⑩ مسافر اگر چاہے تو روزہ رکھے چاہے تو نہ رکھے اور بعد میں ان کی قضا دے۔ اب اگر اس کا سفر اچانک ہے جیسے عمرہ کے لئے جانا ہے یا ہمیشہ سفر کی حالت میں رہتا ہے جیسے ڈرائیور اگر اپنے شہر میں مقیم نہیں ہیں تو وہ روزہ چھوڑ سکتے ہیں۔



## جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

اگر آدمی بھول کر یا لاعلمی کی بناء پر کھالے یا اس کو مجبور کر کے کھلا دیا جائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ (البقرة ۲/۲۸۶)

”اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کر لیں تو ہماری گرفت نہ فرما۔“

اور فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبُحْلِ﴾ (النحل ۱۶/۱۰۶)

”مگر وہ شخص جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے۔“ (تو اگر وہ بوجہ

جبر خلاف شرع کوئی عمل کر بیٹھے تو گنہگار نہیں ہوگا)

اور فرمایا:

﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ، وَلَكِنْ مَاتَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ﴾

(الأحزاب ۳۳/۵)

”تم پر غلطی سے (بھول کر) کوئی کام کرنے پر گرفت نہیں لیکن اس بات پر ضرور

گرفت ہے جس کا تم دل سے ارادہ کرو۔“

چنانچہ اگر کوئی بھول چوک کر کھا لیتا ہے تو اس کا روزہ خراب نہیں ہوگا، اس لئے کہ

اس نے بھول کر کھایا یا ہے۔

اگر کسی نے یہ سمجھتے ہوئے کچھ کھا پی لیا ہے کہ سورج غروب ہو گیا ہے یا ابھی فجر نہیں

ہوئی ہے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا اس لئے کہ وہ تو بے خبر ہے اس کو علم ہی نہیں تھا۔

اگر اس نے کلی کی، اس کی نیت یا خواہش کے بغیر اس کے حلق میں پانی کا قطرہ چلا گیا تو

اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا اس لئے کہ اس نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص سویا ہوا ہے اور اس کو احتلام ہو گیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے

گا اس لئے کہ اس پر اس کا کوئی اختیار نہیں تھا۔

## جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

- ① بیوی سے دن کے وقت روزہ کی حالت میں ازدواجی تعلق قائم کرنا۔ آدمی کو روزہ کی قضا کے ساتھ کفارہ دینا ہو گا اور وہ یہ کہ ایک غلام آزاد کرے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے اور اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔
  - ② جاگتے ہوئے منی کا انزال۔ خواہ وہ مشمت زنی سے ہو یا بیوی سے جماع کرنے یا اس سے لپٹنے یا بوسہ لینے کی وجہ سے ہو۔
  - ③ کھانا پینا۔ خواہ وہ فائدہ مند ہو یا نقصان دہ ہو جیسے سگریٹ وغیرہ۔
  - ④ طاقت کا ٹیکہ لگوانا۔ جو غذا کا بدل ہو کیونکہ وہ کھانے پینے کے معنی میں آتا ہے، لیکن وہ ٹیکہ جس سے طاقت نہ ملے یا غذا کا بدل نہ ہو تو ایسے ٹیکے کو خواہ پٹھوں میں لگایا جائے، روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ آدمی کو اس کا ذائقہ اس کے حلق میں محسوس ہو یا نہ ہو۔
  - ⑤ عورتوں کے حیض یا نفاس میں مبتلا ہو جانے سے۔
  - ⑥ سینگی لگانے کی وجہ سے خون کا کثرت سے نکلنا، جس سے صحت پر مضر اثرات پڑتے ہوں لیکن خون کے کسی اور وجہ سے نکلنے کی بنا پر روزہ نہیں ٹوٹتا جیسے تکسیر، دانت کا نکالنا وغیرہ۔ اس لئے کہ یہ سینگی لگوانے یا اس سے ملتے جلتے امور سے مشابہ نہیں ہے۔
  - ⑦ قصداً قے کرنا، اگر بغیر قصد کے قے آجائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- مفید معلومات: ① روزے دار کے لئے جائز ہے کہ جنابت کی حالت میں روزے کی نیت کر کے سحری کھالے اور پھر طلوع فجر کے بعد غسل کر لے۔



- 2] عورت اگر اپنے حیض و نفاس سے طلوع فجر سے پہلے فارغ ہو جائے تو روزہ رکھ لے خواہ وہ غسل طلوع فجر کے بعد کر لے۔
- 3] روزہ دار اپنے جسم پر تیل، یا کریم کی مالش کر سکتا ہے، جسم پر دوائی لگا سکتا ہے، خوشبو سوگھ سکتا ہے، مگر عود (ایک قسم کی سیاہ لکڑی جو آگ میں جل کر نہایت عمدہ خوشبو دیتی ہے) کا دھواں نہ سوگھے۔ وہ اپنا دانت یا داڑھ نکلا سکتا ہے، اپنے زخم پر پٹی لگا سکتا ہے، آنکھوں اور کانوں میں دوائی ڈلا سکتا ہے، سرمہ لگا سکتا ہے۔ ان تمام کاموں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ اپنے حلق میں دوائی کے اثرات یا ذائقہ محسوس کرے۔
- 4] روزہ دار صبح یا شام کسی بھی وقت مسواک کر سکتا ہے جس طرح رمضان کے علاوہ کسی بھی وقت آدمی مسواک کر سکتا ہے۔
- 5] روزہ دار سخت گرمی یا سخت پیاس سے نجات حاصل کرنے کے لئے ٹھنڈے پانی کو اپنے جسم پر ڈال سکتا ہے۔ ایئر کنڈیشنر کا استعمال کر سکتا ہے۔
- 6] روزہ دار کے لئے جائز ہے کہ وہ بلڈ پریشر کے باعث ہونے والی سانس کی تنگی کو دور کرنے کے لئے منہ میں دوائی سپرے کر لے۔
- 7] روزہ دار کے ہونٹ اگر خشک ہو جائیں تو ان کو تر کر سکتا ہے، اگر منہ خشک ہو جائے تو کلی کر سکتا ہے۔ لیکن وہ غرارے نہ کرے۔
- 8] سنت یہ ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد افطاری میں جلدی کی جائے اور سحری میں تاخیر کی جائے۔ روزہ دار تازہ کھجور کے ساتھ روزہ افطار کرے اور اگر میسر نہ ہو تو پھر سوکھی کھجور کے ساتھ اور وہ بھی میسر نہ ہو تو پھر پانی کے ساتھ اور اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو پھر کسی بھی حلال کھانے کے ساتھ روزہ افطار کرے۔ اگر اس کو کوئی بھی چیز میسر نہ ہو تو اپنے دل میں افطار کی نیت کرے۔ یہاں تک کہ اسے کھانا میسر آجائے۔
- 9] روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ روزہ میں زیادہ سے زیادہ اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے اور اسلام میں تمام منع کردہ اشیاء سے باز رہے۔

10 روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام فرض کاموں کی پابندی کرے۔ حرام چیزوں سے باز رہے۔ پانچوں نمازیں باجماعت اور وقت پر ادا کرے۔ تمام قسم کی غیبت، چغلی، دھوکہ بازی، سود خوری اور تمام قول و فعل جو حرام ہیں، ان سے مکمل اجتناب کرے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

«مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ» (صحیح بخاری، الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به في الصوم، ح: ۱۹۰۳)

”جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔“

ہر قسم کی حمد و ثنا اللہ ہی کے لئے جو دونوں جہانوں کا رب ہے اور درود و سلام ہو ہمارے نبی محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر اور ان کے تمام ساتھیوں پر۔



## فتاویٰ (الشیخ محمد بن صالح العثیمین رضی اللہ عنہ)

**سوال** رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص رمضان میں فوت ہو جائے وہ جنت میں بغیر حساب کتاب کے داخل ہو جاتا ہے؟

**جواب** اس کا مفہوم یہ نہیں ہے، بلکہ جنت کے دروازے کھلنے کا مقصد اہل ایمان کی حوصلہ افزائی کے عوامل کو اور زیادہ کرنا اور ان کو رغبت دلانا ہے تاکہ ان کا داخلہ آسان ہو۔ اور جہنم کے دروازے بند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اہل ایمان کو گناہوں سے روکا جائے تاکہ ان دروازوں سے داخل نہ ہوں۔

اس کا مفہوم یہ نہیں کہ جو شخص رمضان میں فوت ہو جائے وہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو گا۔ جو لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمادی ہے:

«هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَكْتُمُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ»

”وہ لوگ دم کرواتے ہیں نہ داغ لگواتے ہیں اور نہ ہی پرندوں کو (فال کے لئے)

اڑاتے ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔“

اس کے ساتھ ساتھ جو اعمال صالحہ ہیں ان کو بجالاتے ہیں۔

**سوال** کیا روزہ کی حالت میں خوشبو کا استعمال کرنا جائز ہے؟

**جواب** روزہ کی حالت میں خوشبو کے استعمال اور سونگھے میں کوئی حرج نہیں ہے، مگر عود کی دھونی کو نہ سونگھے کیونکہ اس عمل سے دھواں معدے میں پہنچتا ہے۔

**سوال** کیا روزہ کی حالت میں ناجائز گفتگو کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

**جواب** اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو پڑھیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۷﴾ (البقرة: ۱۸۳)

”اے ایماندارو! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی

امتوں پر فرض تھے تاکہ متقی بن جاؤ۔“

اس آیت مبارکہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کی حکمت، تقویٰ، اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ تقویٰ دراصل حرام چیزوں کو چھوڑنا ہے۔ یعنی بغیر کسی شرط کے تمام تاکید کردہ

امور کی پابندی کرنا اور منع شدہ امور سے باز رہنا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ أَنْ

يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ» (صحیح بخاری، الأدب، باب قول الله تعالى واجتنبوا قول

الزور، ح: ۶۰۵۳)

”جو شخص جھوٹ بولنا، اس پر عمل کرنا اور جہالت کے کام کرنا نہیں چھوڑتا تو اللہ

تعالیٰ کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔“

مذکورہ بالا الفاظ سے معلوم ہوا کہ روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی تمام تر گفتگو

اور تمام کاموں میں اپنے آپ کو تمام محرمات سے دور رکھے۔ غیبت نہ کرے، جھوٹ نہ

بولے، چغلی نہ کرے، حرام چیزوں کو فروخت نہ کرے اور خود بھی تمام حرام چیزوں سے دور

رہے، جب پورا مہینہ آدمی ان چیزوں سے دور رہے تو امید ہے کہ اس کا نفس سال کے

بقیہ مہینوں میں بھی ان چیزوں سے اللہ کے فضل و کرم سے محفوظ رہے گا۔

لیکن انتہائی افسوسناک امر یہ ہے کہ بہت سارے روزہ دار، رمضان اور غیر رمضان

میں کوئی فرق نہیں کرتے، وہی جھوٹ، بے ہودہ گفتگو، دھوکہ وغیرہ اپنی عادت کے مطابق

بدستور جاری رہتا ہے۔ ان کے اوپر رمضان المبارک کا کوئی اثر اور وقار نہیں ہوتا۔ بلاشبہ

مندرجہ بالا اعمال روزے کو نہیں توڑتے، مگر اس کے اجر و ثواب میں کمی ضرور آجاتی ہے

اور یہ بھی ممکن ہے کہ جب کثرت سے ان اعمال کی پروا نہ کی جائے تو روزے کا اجر ہی ضائع ہو جائے۔

**سوال** ہم کچھ ساتھی ہیں جن کو دوسرے ملکوں کے دورے پر بھیجا گیا ہے۔ ہم میں سے بعض کو ایک سال بعض کو دو سال اور بعض کو تین چار سال گزر چکے ہیں۔ کیا ہمارے اوپر رمضان کے ماہ میں مسافر کے روزے کا اطلاق ہوگا؟

**جواب** اس مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے اور چاروں ائمہ کا کہنا ہے کہ ایسے لوگوں پر مقیم کا اطلاق ہوگا۔ یعنی روزے رکھیں گے، نمازوں میں قصر نہیں کریں گے۔ جرابوں اور موزوں پر تین دن مسح نہیں کریں گے بلکہ ایک دن اور رات کا مسح کر سکتے ہیں۔ مگر بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ایسے لوگوں پر مسافر کے احکام نافذ ہوں گے۔ اس گروہ میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ماہیہ ناز شاگرد ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ ان کی دلیل قرآن و سنت کی ظاہری نصوص ہیں جن میں واضح طور پر سفر کی مدت محین نہیں کی گئی ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے آذربائیجان میں چھ ماہ قیام کیا اور وہ اس دوران قصر نماز ادا کرتے رہے۔ یہ اس مسئلہ میں واضح دلیل ہے۔ لیکن اگر کسی شخص کے دل و دماغ میں کوئی خلش ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ جمہور کے قول کے مطابق پوری نماز ادا کرے۔ روزے مقیم کی طرح رکھے۔ میرے نزدیک اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی بہتر ہے۔

**سوال** میں فجر کے وقت بیدار ہوا۔ میرے خیال میں تھا کہ ابھی رات باقی ہے۔ میں سحری کے لئے اٹھا، اسی اثنا میں اذان فجر کی آواز آئی میں نے جلدی سے لقمہ کھایا اور روزہ کی نیت کی تو کیا میرا روزہ صحیح ہے؟

**جواب** آپ کا روزہ صحیح ہے، کیونکہ آپ نے فجر کے طلوع ہونے کے بعد کچھ نہیں کھایا۔

**سوال** وصال کا روزہ کیا ہے اور کیا یہ سنت ہے؟ (وصال عربی اصطلاح میں ایک روزے کو دوسرے روزے کے ساتھ ملانے کو کہتے ہیں)

**جواب** دو روزوں کو آپس میں اس طرح ملانا کہ انسان روزہ افطار نہ کرے اور مسلسل روزے سے رہے یعنی دو دن تک پورا روزہ رکھے کہ درمیان میں افطار نہ کرے۔ اس طرح کے روزے سے اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہوا کہ:

«أَيُّكُمْ أَرَادَ أَنْ يُؤَاصِلَ فَلْيُؤَاصِلْ حَتَّى السَّحْرِ» (صحیح البخاری،

الصوم، باب الوصال، ح: ۱۹۶۳)

”جو شخص روزے کو ملانا چاہے تو سحری تک ملا لے۔“

سحری تک روزے کو ملانے کی اجازت ضرور ہے لیکن یہ جائز ہے۔ مگر اس میں فضیلت نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے افطار میں جلدی کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ ارشاد ہوا:

«لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَلُوا الْفِطْرَ» (صحیح بخاری، الصوم، باب

تعجيل الافطار، ح: ۱۹۵۷)

”لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔“

اب صرف اس بات کی رخصت دی گئی ہے کہ آدمی سحری تک روزے کو ملا سکتا ہے۔ جب آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ بھی تو روزے کو ملاتے ہیں تو جواب میں ارشاد ہوا:

«إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ» (صحیح بخاری، باب الوصال، ح: ۱۹۶۳)

”میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔“

**سوال** اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ: ”سحری کھایا کرو کہ سحری کھانے میں برکت ہے“ سوال یہ ہے کہ سحری کی برکت سے کیا مراد ہے؟

**جواب** سحری کی برکت سے مراد شرعی برکت اور بدنی برکت دونوں شامل ہیں۔ شرعی برکت یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کو ماننا اور ان کی اقتدا کرنا۔ جہاں تک بدنی برکت کا تعلق ہے تو اس سے مراد بدن کو خوراک پہنچانا ہے جس سے روزہ کی حالت میں قوت ملتی رہے گی۔

**سوال** روزہ کی حالت میں بھول کر کھانے پینے کا کیا حکم ہے؟ اور اگر کسی ایسے شخص کو

دیکھیں جو روزہ کی حالت میں کھاپی رہا ہے تو کیا اس کو یاد دلائیں کہ وہ روزے سے ہے؟

**جواب** جو شخص بھول چوک کر روزہ کی حالت میں کھاپی لے تو اس کا روزہ درست ہے۔ لیکن جب اس کو روزہ یاد آجائے تو فوراً کھانا بند کر دے اور جو لقمہ یا پانی کا گھونٹ اس کے منہ میں ہو اس کو باہر نکال دے۔ اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ، فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيَتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ» (صحیح مسلم، الصیام، باب اکل الناسی وشره وجماعه لا یفطر، ح: ۱۱۵۵، وفي البخاری معناه)

”جو شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کھاپی لے تو اسے چاہیے کہ اپنا روزہ مکمل کرے (انظار نہ کرے) اس لئے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔“

بھول چوک اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل مؤاخذہ نہیں ہے۔ آدمی دعا کرتا ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ (البقرہ ۲/۲۸۶)

”اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہمارا مؤاخذہ نہ کرنا۔“

ہاں جو شخص روزہ دار کو کھاتے پیتے دیکھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو یاد دلائے کہ تم روزے سے ہو۔ کیونکہ یہ ایک منکر (خلاف شرع کام) سے روکنے کے مترادف ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

«مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُعِزَّهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ» (صحیح مسلم، الايمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الايمان، ح: ۴۹)

”تم میں سے جو کسی منکر (برائی) کو دیکھے تو اسکو چاہیے کہ اس (غلط کام) کو اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر وہ ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے روکے اور اگر زبان سے بھی روکنے کی طاقت نہیں تو اپنے دل سے برا جانے۔“

بلاشبہ رمضان المبارک میں اگر کوئی شخص کھاتا اور پیتا ہے تو یہ منکر (خلاف شرع عمل)

ہے۔ لیکن چونکہ وہ شخص بھول چوک کر کھا رہا ہے تو اس کے لئے معافی ہے اور اس پر مواخذہ بھی نہیں ہے، مگر جو شخص اس کو دیکھے تو اس کو نہ روکنے کا کوئی عذر نہیں ہے۔

**سوال** کیا شوال کے چھ روزے رمضان کے قضا روزوں سے پہلے رکھنا جائز ہیں اور کیا شوال میں پیر کے دن کا روزہ رمضان کے قضا شدہ روزوں کی نیت سے اور پیر کے دن کے روزے کے ثواب کی نیت سے رکھا جاسکتا ہے؟

**جواب** شوال کے چھ روزوں کا ثواب اسی صورت میں ملے گا جب آدمی نے رمضان کے روزے پورے رکھ لئے ہوں۔ جس شخص پر رمضان کے روزوں کی قضا ہے تو اسے چاہئے کہ پہلے رمضان کے چھوڑے ہوئے روزوں کو پورا کرے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ»  
(صحیح مسلم، الصیام، باب استحباب صوم ستة ایام من شوال اتباعاً لرمضان،  
ح: ۱۱۶۴)

”جو کوئی رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔“

چنانچہ اس دلیل کی بنا پر ہم کہتے ہیں، جس پر رمضان کے قضا روزے ہیں پہلے وہ پورے کرے اور بعد ازاں شوال کے چھ روزے رکھے اور اگر اتفاق سے شوال کے چھ روزے رکھتے ہوئے پیر اور جمعرات کا دن آجاتا ہے تو وہ دونوں کا ثواب حاصل کر لے گا (یعنی شوال کے روزوں کا اور پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنے کا بھی) اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے:

«إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوَىٰ» (صحیح البخاری،  
بدء الوحي، كيف كان بدء الوحي إليه، رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، ح: ۱)

”اعمال (کی قبولیت) کا انحصار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔“



**سوال** کیا روزے کی حالت میں انجکشن لگوانے سے روزے پر اثر پڑتا ہے؟

**جواب** علاج کی غرض سے ٹیکوں کی دو اقسام ہیں۔ ایک کا مقصد آدمی کو غذائیت فراہم کرنا کہ اس سے آدمی کو کھانے پینے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس نے روزہ توڑ دیا ہے۔

دوسری قسم کا وہ ٹیکہ ہوتا ہے جس سے آدمی کو غذائیت نہیں ملتی اور ٹیکہ لگنے کے باوجود اس کی بھوک اور پیاس میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ ایسا نص سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی اس سے اس کو کوئی غذائیت ملی ہے۔ بنیادی طور پر روزہ کو صحیح سمجھا جائے گا جب تک دلیل شرعی سے روزہ کو فاسد کرنے والی کوئی چیز ثابت نہ ہو جائے۔

**سوال** میرا چھوٹا بیٹا رمضان کے روزے رکھنے پر اصرار کرتا ہے جبکہ اس کی چھوٹی عمر کی وجہ سے روزہ اس کی صحت کے لئے مضر ہے۔ تو کیا ہم اس پر سختی کر سکتے ہیں کہ وہ روزہ نہ رکھے؟

**جواب** بچہ جب تک بالغ نہ ہو اس پر روزہ فرض نہیں ہے لیکن اگر وہ بغیر مشقت کے روزہ رکھ سکتا ہے تو اسے روزہ رکھوانا چاہئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بچے روزہ رکھا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر چھوٹا بچہ روزہ کی مشقت کی وجہ سے روتا تو اس کو کوئی کھلونا وغیرہ دے دیا جاتا تاکہ وہ بہل جائے۔ لیکن اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ روزہ بچے کی صحت کے لئے مضر ہے تو پھر اس کو روزہ رکھنے سے منع کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں بچوں کو مال و دولت دینے سے منع فرمایا ہے تاکہ ان میں فساد پیدا نہ ہو، تو جسم کی تکلیف تو زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ تاہم اس بچے کو زیادہ سختی کے ساتھ نہیں بلکہ حکمت عملی کے ساتھ منع کیا جائے۔

**سوال** کیا کسی دوائی کے ساتھ غرارے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

**جواب** اگر اس دوائی کو نگلانا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا مگر ایسا صرف ضرورت کے وقت ہی کرنا چاہئے تاہم اگر دوائی کا کوئی حصہ پیٹ میں داخل نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

**سوال** کیا ایسے شخص کا روزہ درست ہے جس نے رمضان المبارک میں جھوٹی گواہی دی ہو؟

**جواب** جھوٹی گواہی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور اس کی تعریف یہ ہے کہ آدمی کسی ایسے معاملہ کے بارے میں گواہی دے جو اس کو معلوم نہیں ہے یا اسے معلوم ہے کہ جو میں کہہ رہا ہوں یہ معاملہ اس کے خلاف ہے۔ یہ گواہی روزہ کو نہیں توڑتی البتہ اس کے ثواب کو کم کر دیتی ہے۔

**سوال** کیا روزے میں کوئی معاشرتی فائدہ بھی ہے؟

**جواب** جی ہاں! روزہ سے متعدد معاشرتی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں میں ایک امت کے افراد ہونے کا احساس بیدار ہوتا ہے۔ چونکہ وہ ایک ہی وقت میں کھاتے ہیں اور ایک ہی وقت میں روزہ رکھتے ہیں اور دولت مند، اللہ کی نعمتوں کو محسوس کرتا ہے اور محتاج افراد سے ہمدردی کرتا ہے۔ روزہ رکھنے کے عمل کے باعث آدمی کے لئے شیطان کے بہلاوے کم ہو جاتے ہیں۔ روزہ معاشرہ کے افراد میں تقویٰ پیدا کرنے کا باعث ہے اور اس سے لوگوں کے آپس کے تعلقات بہتر ہوتے ہیں۔

**سوال** وہ کون سا سفر ہے جس میں روزہ چھوڑا جاسکتا ہے؟

**جواب** ایسا سفر جس کے باعث روزہ چھوڑنا اور نماز قصر کرنا درست ہے وہ کم از کم تقریباً ۸۳ کلو میٹر ہونا چاہیے جب کہ بعض علماء کی رائے میں مسافت کی کوئی حد مقرر نہیں بلکہ ہر وہ سفر جو لوگوں کے ہاں سفر سمجھا جاتا ہے اس حکم میں داخل ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب تین فرسخ (نومیل قریباً) لمبا سفر اختیار فرماتے تو نماز قصر فرماتے، مگر کسی حرام کام کے لئے کئے گئے سفر میں نماز قصر کرنا یا روزہ چھوڑ دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ ایسا سفر کسی شرعی عمل میں رخصت حاصل کرنے کے لئے مناسب نہیں ہے۔ البتہ بعض علماء عام دلائل کی بنا پر جائز اور ناجائز سفر میں کوئی امتیاز نہیں کرتے۔ (واللہ اعلم)

**سوال** ہم ایک ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں سورج رات ساڑھے نو یا دس بجے سے

قبل غروب نہیں ہوتا تو ہم روزہ کس وقت افطار کریں؟

**جواب** آپ پر لازم ہے کہ آپ سورج کے غروب ہونے پر ہی افطار کریں کیونکہ جب تک چوبیس گھنٹہ میں آپ کے ہاں دن سے رات یا رات سے دن ہوتا ہے تو پھر دن بھر روزہ رکھنا آپ پر واجب ہے چاہے یہ دن کتنا ہی لمبا ہو۔

**سوال** میرے والد نے 21 رمضان کو روزہ چھوڑ دیا تھا جب کہ وہ مریض تھے اور 9 شوال کو ہسپتال میں وفات پا گئے تو ان کے رہ جانے والے روزوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

**جواب** جب کوئی شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو جس سے شفا کی امید نہ ہو تو ایسے مریض کی طرف سے ہر دن کے روزے کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے گا اگر مریض ایسا ہو جس کی شفا کی امید تو ہو مگر رمضان گزرنے کے بعد مرض میں اضافہ ہو جائے یہاں تک کہ مریض فوت ہو جائے جیسا کہ آپ کے خط سے ظاہر ہوتا ہے تو ایسی حالت میں اس کے ذمے کوئی چیز نہیں ہے اس لئے کہ متوفی پر قضا واجب تھی مگر وہ اس کا موقع نہ پاسکا۔

**سوال** بعض علماء ایسے مسلمان فرد کو عیب دار بتاتے ہیں جو روزہ رکھتا ہے، مگر نماز نہیں پڑھتا۔ حالانکہ نماز کا روزے میں کیا دخل ہے جب کہ میں روزہ رکھ کر جنت میں باب الریان کے ذریعے داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہونا چاہتا ہوں اور یہ بات معلوم ہے کہ روزہ ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کے گناہوں کے کفارے کا سبب ہے۔ براہ کرم وضاحت فرمائیں۔ اللہ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

**جواب** وہ لوگ جو آپ پر نماز نہ پڑھنے اور روزہ رکھنے کے باعث گرفت کرتے ہیں حق پر ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ نماز دین کا ستون ہے اور اسلام اس کے بغیر قائم نہیں ہوتا اور نماز کو قصداً چھوڑ دینے والا شخص کافر ہے اور دین اسلام سے خارج ہے اور کافر کا روزہ، صدقہ، حج یا کوئی بھی نیک عمل، اللہ کے ہاں مقبول نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ

وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَاهِنُونَ ﴿٥٤﴾ (التوبة ٥٤)

”ان لوگوں کے صدقات محض اس وجہ سے قبول نہ کئے گئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ نہیں آتے نماز کے لئے، مگر سستی کے ساتھ اور نہیں خرچ کرتے، مگر دل کی کراہت کے ساتھ۔“

چنانچہ اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ جب آپ روزہ رکھتے ہیں اور نماز نہیں پڑھتے تو آپ کا روزہ درست نہیں ہے اور یہ آپ کو اللہ کے ہاں فائدہ دے گا نہ اللہ سے قریب کرے گا۔ جہاں تک آپ کا یہ خیال ہے کہ روزہ ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ آپ اس حدیث کو نہیں جانتے جو اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہے۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

«الصلوات الخمس، والجمعة إلى الجمعة، ورمضان إلى رمضان مكفرات ما بينهن مما اجتبت الكبائر» (صحیح مسلم، الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان . . . . ح: ٢٣٣، واللفظ لاحمد ٤٠٠/٢)

”پانچ نمازیں، ایک جمعہ کے بعد دوسرا جمعہ ادا کرنا اور ایک رمضان کے بعد دوسرے رمضان کے روزے رکھنا، ان کی درمیانی مدت میں کئے ہوئے گناہوں کو مٹادیتے ہیں جب کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔“

رسول اللہ ﷺ نے ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کے گناہوں کے مٹنے کو اس چیز سے مشروط کیا ہے کہ اس دوران آدمی کبیرہ گناہوں سے باز رہے، مگر جب آپ روزہ رکھتے ہیں اور نماز نہیں پڑھتے تو آپ کبیرہ گناہوں سے نہیں بچ رہے۔ آپ غور کریں کہ نماز چھوڑنے سے بڑھ کر کون سا کبیرہ گناہ ہے بلکہ نماز چھوڑنا تو عین کفر ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ روزہ آپ کے گناہوں کا کفارہ بن سکے۔ چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ نماز چھوڑنا کفر ہے اور آپ کا روزہ قبول نہیں ہے۔

اے میرے بھائی! تم پر لازم ہے کہ تم اللہ کی طرف رجوع کرو، سچی توبہ کرو اور وہ نماز جو اللہ نے تم پر فرض کی ہے اس کی ادائیگی کا اہتمام کرو پھر اس کے بعد روزہ رکھو، اسی لئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو ان سے فرمایا کہ:

«لَيَكُنْ أَوَّلُ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ: شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَجَابُوكَ لِذَلِكَ فَأَعْلِمَهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ بِكُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ» (صحیح بخاری، المغازی، باب بعث ابی موسیٰ ومعاذ إلی الیمن قبل حجة الوداع، ح: ۴۳۴۷)

”سب سے پہلے لوگوں کو توحید الہی اور میری رسالت کے اقرار کی دعوت دینا اگر وہ اس کو قبول کر لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ نے ان پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔“

اس طرح آپ نے کلمہ شہادت کے بعد نماز کو رکھا پھر اس کے بعد زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔

**سوال** کیا روزہ کی حالت میں بالوں کو مہندی لگانے سے روزہ اور نماز ٹوٹ جاتے ہیں۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ مہندی لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

**جواب** روزہ کی حالت میں بالوں کو مہندی لگانے سے روزہ ٹوٹتا ہے نہ سرمہ لگانے سے۔ کانوں اور آنکھوں میں دوائی ڈالنے سے بھی روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ان تمام امور سے نہ تو روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی نقصان ہوتا ہے۔

جہاں تک نماز کے دوران مہندی لگانے کا تعلق ہے تو میں نہیں جانتا کہ یہ سوال کیسا ہے کہ جب عورت نماز کی حالت میں ہو تو پھر مہندی لگانا کیسے؟ شاید سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا مہندی لگانے کے بعد وضوء صحیح ہوتا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ مہندی لگانے کے بعد وضوء درست ہے۔ اس لئے کہ یہ کوئی پردہ نہیں ہے جو پانی کو بالوں تک پہنچنے میں حائل ہو۔ یہ تو محض ایک رنگ ہے۔ وہ چیز وضوء پر اثر انداز ہوتی ہے جو پانی کو جسم تک پہنچنے سے روک دے، تو اس کو یقیناً دور کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ وضوء درست ہو۔

**سوال** مجھے مرگی کا مرض لاحق ہے۔ جس وجہ سے میں رمضان شریف کے روزے نہیں رکھ سکتا۔ مجھے دن میں تین مرتبہ دوائی استعمال کرنا ہوتی ہے۔ میں نے دو دن روزہ رکھا مگر اس کو پورا نہیں کر سکا۔ میں ریٹائرڈ ہوں اور مجھے بطور پنشن محض ۸۳ دینار ماہوار ملتے ہیں۔ میری بیوی بھی ہے اور پنشن کے علاوہ میرا کوئی ذریعہ معاش بھی نہیں ہے۔ ان حالات میں شرع کا میرے بارے میں کیا حکم ہے کہ اگر میں رمضان میں تیس مسکینوں کو کھانا نہ کھلا سکوں تو وہ کتنی رقم ہے جو مجھے ادا کرنی ہے؟

**جواب** آپ نے جس مرض کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں امید کی جاسکتی ہے کہ کسی دن انشاء اللہ آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔ آپ انتظار کریں یہاں تک کہ آپ صحت یاب ہو جائیں۔ پھر آپ روزہ رکھیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ﴾

(البقرہ ۲/۱۸۵)

”اور جو کوئی مریض ہو یا سفر کی حالت میں ہو تو اس کو چاہیے کہ دوسرے دنوں میں کتنی پوری کرے (یعنی اس دوران جتنے روزے چھوٹے ہیں ان کو رکھ لے) لیکن اگر یہ مرض مستقل ہے جس کی صحت یابی کی امید نہیں ہے۔ تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ ایک روزے کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں اور ایسا کرنا جائز ہے کہ ایک دن دوپہر یا شام کا کھانا بنائیں اور رمضان کے دنوں کے برابر مسکین کو بلائیں اور کھانا کھلا کر اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص اتنی بھی طاقت۔ اللہ کے فضل سے۔ نہ رکھتا ہو اور اگر آپ ایک ہی مرتبہ ایک ماہ میں اتنے آدمیوں کو کھانا کھلانے کی طاقت نہیں رکھتے تو آپ ان میں بعض کو اس ماہ میں کھانا کھلا دیں اور بعض کو دوسرے مہینوں میں حسب استطاعت کھلا دیں۔“

**سوال** کیا میرے لئے زکوٰۃ اور صدقہ فطر کا مال اپنے ان بہن بھائیوں کو دینا جائز ہے جو ابھی کماتے نہیں ہیں جن کی تربیت، میرے والد کی وفات کے بعد میری والدہ کرتی ہیں اور کیا اپنے ان بہن بھائیوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے جو چھوٹے تو نہیں، مگر میں سمجھتا ہوں کہ وہ

اس مال کے محتاج ہیں اور غالباً ان کی ضرورت ان لوگوں سے زیادہ ہے، جن کو میں زکوٰۃ دیتا ہوں۔

**جواب** اپنے عزیز واقارب کو زکوٰۃ دینا افضل اور بہتر ہے۔ بجائے ان لوگوں کے جو آپ کے رشتہ دار نہیں ہیں۔ کیونکہ اپنے قریبی پر صدقہ کرنا (دوہرا اجر ہے) صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔ لیکن اگر ایسے عزیز ہیں جن پر خرچ کرنا آپ کی ذمہ داری ہے تو ان کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی اور اگر تو ان کو اس وجہ سے زکوٰۃ دے کہ جو پہلے ان پر خرچ کر رہا ہے اس میں کمی ہو جائے گی تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

ہاں اگر یہ بہن بھائی جن کا آپ نے ذکر کیا ہے حاجت مند ہیں اور آپ کے مال میں اتنی گنجائش نہیں کہ آپ زکوٰۃ کے علاوہ ان کی مدد کر سکیں تو ان کو زکوٰۃ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر ان پر قرض ہو تو آپ زکوٰۃ سے ان کا قرض ادا کر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ایک رشتہ دار اس بات کا پابند نہیں کہ وہ دوسرے رشتہ داروں کا قرض ادا کرے تو زکوٰۃ کے پیسے سے قرض ادا کر دینا جائز ہے۔ حتیٰ کہ اگر آپ کے باپ پر قرضہ ہو تو آپ کے لئے جائز ہے کہ آپ اپنی زکوٰۃ سے اس کی ادائیگی کر دیں بشرطیکہ یہ قرض انہوں نے اپنا وہ نان نفقہ پورا کرنے کے لئے نہ لیا ہو جو آپ پر واجب تھا۔ کیونکہ ایسی صورت میں یہ آپ کے لئے، فرض نان نفقہ کی ادائیگی سے بچنے کا ایک حیلہ بن جائے گا۔ واللہ اعلم۔



## فتاویٰ (الشیخ عبدالرحمن الجبرین حفظہ اللہ)

**سوال** ایک خاتون جو دل اور شوگر کے مرض میں مبتلا ہے۔ ڈاکٹروں نے اسے روزہ نہ رکھنے کی ہدایت کی ہے اس لئے کہ روزہ رکھنے کے باعث اس کی صحت کو مزید نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ ہے۔ یہ خاتون گزشتہ سال روزے رکھتی رہی ہے اور اس سال بھی روزے رکھ رہی ہے، مگر وہ روزہ رکھنے کے بعد دن بھر سوتی ہے۔ صرف نمازوں کے اوقات میں بستر سے اٹھتی ہے اور نماز پڑھ کر پھر سو جاتی ہے اگر وہ ایسا کرے (دن بھر سوتی رہے) تو اس کی بیماری میں اضافے کی کوئی علامت نظر نہیں آتی تو کیا اس حال میں اس کا روزہ رکھنا درست ہے؟ یہ خیال رہے کہ پچھلے سال اس خاتون نے تمام روزے رکھے تھے اور ماہواری کے پانچ ایام کے دوران اس نے روزہ نہیں رکھا، مگر بعد میں ان کا کفارہ ادا کر دیا تھا۔

**جواب** ایسی صورت میں جب کہ کسی مریض کے لئے روزہ رکھنا مشکل ہو یا روزہ اس کی بیماری میں اضافے کا یا شفاء میں تاخیر کا سبب بن سکتا ہو تو مریض کے لئے روزہ چھوڑ دینا جائز ہے بلکہ اس حالت میں اس کے لئے روزہ چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق کہ:

﴿ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾ (البقرة: ۱۸۰/۲)

”اے مسلمانو! جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو تو (چھوڑے ہوئے روزوں کی) گنتی دوسرے دنوں میں (روزے رکھ کر) پوری کرے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تمہیں تنگی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا۔“



چنانچہ اگر اس بیماری کو جاننے والے دو مسلمان ڈاکٹر (یا حکیم) یہ رائے دے دیں کہ اس مرض کی حالت میں روزہ رکھنا مریض کے لئے نقصان کا باعث ہو گا تو مریض کے لئے روزہ چھوڑ دینا جائز ہے۔ لیکن اگر مریض یا مریضہ آرام کر کے یا سو کر روزہ برداشت کر سکتا ہو جیسا کہ مذکورہ خاتون کرتی ہے تو چونکہ اس طرح روزہ رکھنے سے اس کے مرض کی علامات میں اضافہ نہیں ہوتا اس لئے روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔ ہاں اگر اس خاتون کے روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کی بیماری کے جاری رہنے یا اس میں اضافہ کا خدشہ ہو تو اس صورت میں اس کو روزہ چھوڑ دینا چاہیئے اور اللہ کی عطا کردہ رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ بعد میں اگر وہ روزوں کی قضا کی طاقت رکھتی ہو تو ایسے دنوں میں جب اس کی بیماری میں کمی واقع ہو جائے یا سردی کے موسم کے چھوٹے دن ہوں تو اس کو چھوڑے ہوئے روزے رکھنے چاہئیں اگر وہ خود روزے نہ رکھ سکے تو اس کی طرف سے ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو ایک مد (تقریباً 600 گرام) گیہوں یا آدھا صاع (تقریباً سوا کلو گرام) کھجوریں کفارے کے طور پر دی جائیں گی اور یہی کفارہ ان ایام کے روزوں کا بھی دیا جائے گا جو اس نے حیض کے دنوں میں پچھلے سال چھوڑ دیئے تھے۔

**سوال** کیا مغرب کی اذان ہوتے ہی افطار کرنا ضروری ہے یا اس میں کچھ تاخیر کر لینا بھی جائز ہے۔ کیونکہ میں اپنی ڈیوٹی سے نماز مغرب کی ادائیگی کے تقریباً نصف گھنٹہ بعد ہی گھر جا سکتا ہوں۔

**جواب** حدیث مبارک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

«أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا» (ترمذی، الصوم، باب ما جاء في

تعجيل الافطار، ح: ۷۰۰)

”میرے محبوب ترین بندے وہ ہیں جو افطاری میں جلدی کرتے ہیں۔“

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَزَالُ بِخَيْرٍ مَا عَجَلُوا الْفِطْرَ» (صحیح بخاری، الصوم، باب تعجيل

الافطار، ح: ۱۹۵۷)

”جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے، اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے۔“ اور نبی کریم ﷺ کی سنت یہ ہے کہ افطاری نماز مغرب کی ادائیگی سے پہلے، اذان کے پہلے کلمے کے ساتھ ہی کر لی جائے، مگر شرط یہ ہے کہ سورج کے غروب ہونے کا یقین حاصل کر لیا جائے۔ اس پر دلیل، نبی ﷺ کی یہ حدیث ہے کہ:

«إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَهُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَهُنَا وَعَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ» (صحیح بخاری، الصوم، باب متى يحل فطر الصائم،

ح: ۱۹۵۴)

”جب رات اس طرف سے آجائے اور دن اس طرف ختم ہو جائے اور سورج

غروب ہو جائے تب روزے دار کو روزہ افطار کر لینا چاہیے۔“

ہاں مگر بادل وغیرہ کے باعث سورج کے غروب ہونے میں شک ہو یا کھانے کے انتظار کا عذر ہو یا کوئی بہت ضروری کام ہو، یا آدمی مسلسل چلنے کی حالت میں ہو تو افطاری میں تاخیر کرنا جائز ہے۔

**سوال** نوجوان لڑکی پر روزہ کب فرض ہوتا ہے؟

**جواب** ایک لڑکی پر روزہ اس وقت فرض ہو جاتا ہے جب وہ سمجھ داری کی عمر کو پہنچ جائے اور پندرہ برس کی عمر مکمل ہونے پر وہ جوان ہو جائے یا شرمگاہ کے گرد سخت بال آگ آئیں یا منی خارج ہونے لگ جائے یا حیض آنا شروع ہو جائے اگر ان نشانیوں میں سے کچھ بھی ظاہر ہو جائے تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہو جائے گا اگرچہ وہ دس برس ہی کی لڑکی کیوں نہ ہو، اکثر لڑکیوں کو دس گیارہ برس کی عمر میں حیض آنا شروع ہو جاتا ہے، مگر اس کے گھر والے اس کو کم عمر سمجھ کر اس سے روزہ رکھوانے میں سستی کرتے ہیں اور یہ غلطی ہے، کیونکہ لڑکی کو جب حیض آجاتا ہے تو وہ عورتوں کے درجہ میں شمار ہوتی ہے اور اس پر احکام شرعی کا اجرا ہو جاتا ہے۔

**سوال** اگر ایک عورت کے ہاں رمضان المبارک کے شروع ہونے سے ایک ہفتہ پہلے بچہ پیدا ہوا اور وہ چالیس دن کی مدت پورچی کرنے سے قبل ہی پاک ہو گئی تو کیا اس

صورت میں رمضان المبارک کے بقیہ ایام کے روزے اس پر فرض ہوں گے؟

**جواب** جی ہاں! جب بچے والی عورت (بچے کی ولادت کے بعد) پاک ہو جائے اور پاکیزگی کی نشانیاں ظاہر ہو جائیں جو کہ کپڑے کی سفیدی سے ظاہر ہوں گی یا جب مکمل طور پر خون ختم ہو جائے تو عورت روزہ بھی رکھے گی اور نماز بھی پڑھے گی اگرچہ یہ پاکیزگی بچے کی پیدائش کے ایک دن یا ایک ہفتہ بعد ہی حاصل ہو جائے۔ اس لئے پاکیزگی حاصل ہونے کی کم از کم مدت مقرر نہیں ہے۔ بعض عورتیں ایسی ہیں جو ولادت کے بعد خون کا اخراج محسوس نہیں کرتیں۔ اور شریعت میں چالیس دن کی کوئی حد مقرر نہیں۔ اگر خون چالیس دن کے بعد بھی آتا رہے تو اس کے باعث عورت روزہ اور نماز چھوڑ سکتی ہے۔

**سوال** مجھے شدید پیاس لگتی ہے اس لئے جب کبھی پورے دن کا روزہ نہ رکھ سکوں اور روزہ نبھانے کی طاقت ختم ہو جانے پر غروب آفتاب سے قبل ہی انظار کر لیا ہو تو اس صورت میں اس کی قضا کیسے ہوگی؟

**جواب** یہ پیاس کی شدت کسی بیماری یا حمل کی باعث ہو سکتی ہے۔ لہذا یہ بھی دوسرے عذروں کی طرح ایک عذر شمار ہو گا اور اس کے باعث روزہ چھوڑنا درست ہے لیکن عذر کی یہ حالت ختم ہوتے ہی اس کی قضا ضروری ہے۔ اگر یہ مرض وغیرہ کے سبب سے نہ ہو تو نہ یہ عذر ہو گا اور نہ ہی روزہ چھوڑنا درست ہو گا؟

﴿فاضل مفتی حفظہ اللہ کی یہ رائے غالباً اس بنیاد پر ہے کہ جس حدیث میں نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن بیان کی گئی ہے، وہ موصوف کے نزدیک ضعیف ہے۔ یہ روایت مسند احمد سمیت سنن اربعہ میں موجود ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے (ارواء الغلیل، حدیث ۲۰۱) اس لئے روایت قابل حجت و استدلال ہے۔ اس حدیث کی رو سے ایک عورت کا نفاس (خون) بند نہ ہو، تو وہ چالیس دن تک ناپاک ہو گی، یعنی نماز اس سے ساقط ہو گی اور روزے بھی رکھنے اس کے لئے جائز نہیں ہوں گے۔ تاہم روزوں کی قضا بعد میں ضروری ہے۔ لیکن چالیس دن کے بعد وہ پاک سمجھی جائے گی اور اس کے لئے نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔ (ص - ی)

لیکن انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے تمام ذرائع اختیار کرے جو اس کے روزے کو پورا کرنے اور اس سے عذر دور کرنے میں اس کی مدد کریں۔ مثلاً سحری تاخیر سے کھانا، جسم کو آرام دینا اور سخت جسمانی محنت سے پرہیز کرنا، خصوصاً گرمی اور دھوپ میں کام کرنے سے اجتناب کرنا اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ رمضان المبارک کی صبح اس حال میں کرے کہ اس نے روزہ رکھا ہوا ہو اور اس روزے کو پورا کرنے کا مضبوط ارادہ رکھتا ہو اور اس روزے کو غروب آفتاب سے قبل افطار نہ کرے، ہاں اگر اس کو اپنی جان کا خوف ہو اور سخت تکلیف کی حالت کو پہنچ جائے تو پھر افطار کر سکتا ہے اور اگر طاقت ہو تو پھر روزے کو پورا کرے اور یہ جائز نہیں کہ آدھے دن یا دن کے کچھ حصے کے روزے پر اکتفا کرے کیوں کہ اس کو روزہ نہیں کہا جاسکتا۔

**سوال** کم عمر بچوں کے روزے کی درستگی کی کیا شرائط ہیں اور کیا یہ صحیح ہے کہ اس کے روزے کا ثواب ان کے والدین کو ملے گا؟

**جواب** والدین کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے بچوں کو چھوٹی عمر میں روزے رکھنے کا عادی بنائیں۔ اگر وہ اسکی طاقت رکھتے ہوں۔ اگرچہ انکی عمر دس برس سے بھی کم ہو اور جب ان میں سے کوئی جوانی کی عمر کو پہنچ جائے تو اسکو روزہ رکھنے پر مجبور کریں اور اگر کوئی بچہ روزہ رکھے تو اس کیلئے بھی بڑوں کی طرح ان تمام چیزوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے جو روزہ کو خراب کرنے والی ہوں جیسا کہ کسی چیز کا کھانا اور اسی طرح دوسری نقصان دہ چیزیں۔ جہاں تک اس روزے کے ثواب کا تعلق ہے تو ثواب بچے کو بھی ملے گا اور اسکے والدین کو بھی۔

**سوال** ایسا روزہ دار۔ مسافر ہو یا مقیم۔ جس کے لئے روزہ ناقابل برداشت ہو جائے تو اس کو سنت کے مطابق روزہ کھول لینا چاہیے یا سورج کے غروب ہو جانے کا انتظار کرنا چاہیے۔ نیز اگر روزہ افطار کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو کیا ایسی صورت میں اس کے لئے صرف نیت کے ذریعے افطار کر لینا کافی ہوگا؟

**جواب** سفر کی حالت میں روزہ رکھنا جائز ہے اور یہ روزہ چھوڑنے سے بہتر ہے، جب کہ یہ تکلیف کا باعث نہ ہو۔

مگر ایسی تکلیف جو روزے دار کو اس کے کاموں سے روک دے اور وہ کسی دوسرے شخص سے مدد لینے پر مجبور ہو جائے تو علماء کی اکثریت کا فیصلہ یہ ہے کہ ایسی حالت میں روزہ افطار کرنا افضل ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے غزوہ فتح کے دوران کیا۔ آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا یہاں تک کہ آپ کو بتایا گیا کہ لوگوں کے لئے روزہ نبھانا سخت مشکل ہو رہا ہے تو آپ نے روزہ کھول دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی روزہ کھول دیں تاکہ ان کے اندر دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے قوت پیدا ہو جائے۔

اگر کسی مسافر نے حالت سفر میں روزہ چھوڑ دیا اگرچہ وہ تکلیف کی حالت میں نہ بھی ہو تو یہ اس کے لئے جائز ہے اور اگر اس کو کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ملے تو صرف افطار کی نیت کر لینا ہی اس کے لئے کافی ہو گا لیکن ایسی حالت میں اس کو روزہ کھولنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جو سورج غروب ہونے پر کھانے پینے کی کوئی چیز حاصل نہیں کر سکا تو اس کے لئے محض افطار کی نیت کر لینا ہی کافی ہو گا اس طرح روزہ کی نیت ختم ہو جائے گی اور وہ افطار کرنے والوں میں شامل ہو جائے گا پھر جب اس کو کھانے پینے کی کوئی چیز مل جائے کھالے اور یہ خیال رہے کہ افطاری میں حتی الوسع جلدی کرے کیونکہ اللہ کے محبوب ترین بندے وہ ہیں جو افطاری میں جلدی کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے:

«لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَلُوا الْفِطْرَ» (صحیح بخاری، الصوم، باب

تعجيل الافطار، ح: ۱۹۵۷)

”لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے۔“

**سوال** اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ اس شخص کا کوئی روزہ نہیں جو رات کو روزہ کی نیت کر کے نہ سوتے؟

**جواب** نیت برائے روزہ، دل کے ارادے کا نام ہے اور یہ ہر اس مسلمان کے لئے لازم ہے جو یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر رمضان المبارک کے روزے فرض کئے ہیں تو

رات کو روزے کی نیت کر لینا اس کے لئے اس فرض کو جان لینے اور اس کی پابندی کرنے کے لئے کافی ہے اور اس نیت کے ذریعے وہ اپنے نفس کو یہ بات بتلاتا ہے کہ تجھے کل کا روزہ رکھنا ہے بشرطیکہ کوئی عذر شرعی اس میں حائل نہ ہو جائے اور اس نیت کے ذریعے وہ سحری کھانے کے لئے بھی تیار ہو جاتا ہے۔ اور اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ روزے یا کسی بھی دوسری عبادت کی نیت کے لئے کچھ الفاظ ادا کئے جائیں کیونکہ نیت کا اصل مقام دل ہے اور اس نیت کو دن بھر بھی قائم رکھنا ضروری ہے، کہ روزہ دار نہ تو اپنے روزے کو مقررہ وقت سے پہلے افطار کرے گا اور نہ ہی اس روزے کو توڑے گا۔

**سوال** ایک امام مسجد جو لوگوں کو نماز تراویح پڑھاتا ہے اور ہر رکعت میں تقریباً قرآن کے ایک صفحے کی تلاوت کرتا ہے جو تقریباً پندرہ آیات ہوتی ہیں۔ تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ امام لمبی قراءت کرتا ہے جب کہ بعض دوسرے کہتے ہیں کہ یہ مقدار مناسب ہے۔ سوال یہ ہے کہ نماز تراویح میں کس قدر تلاوت سنت مبارکہ سے ثابت ہے اور کیا کوئی حد مقرر ہے جس کو نبی ﷺ نے بیان کیا ہو اور اس حد سے تجاوز کرنے کو لمبی قراءت کہا جا سکتا ہو؟

**جواب** صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک میں بھی اور اس کے علاوہ دنوں میں بھی رات کو گیارہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، مگر آپ قراءت اور ارکان کو بہت لمبا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ آپ نے ایک رکعت میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہوئے پانچ پاروں سے زیادہ کی تلاوت فرمائی اور یہ بھی آپ کی سنت سے ثابت ہے کہ آپ نصف شب سے ذرا پہلے یا ذرا بعد نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور فجر کے قریب ہونے تک نماز جاری رکھتے اس طرح آپ تقریباً پانچ گھنٹوں میں کبھی تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ اس سے قراءت اور ارکان نماز کی طوالت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز تراویح پڑھنے کیلئے جمع کیا تھا اس وقت بعض صحابہ بیس رکعات پڑھا کرتے تھے اور ہر رکعت میں تقریباً تیس متوسط طوالت کی آیات پڑھا کرتے تھے یعنی قرآن کے چار یا پانچ صفحات کے برابر، تو

وہ آٹھ رکعات میں پوری سورۃ البقرہ پڑھ لیتے تھے۔

جب انہوں نے اس کو بارہ رکعات میں پڑھا تو انہوں نے دیکھا کہ یہ قراءت نبی ﷺ کی سنت کے مقابلے میں کم ہے۔ چنانچہ قراءت کی مقدار کم ہوئی تو انہوں نے رکعات کی تعداد میں اضافہ کر لیا۔

بعض ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکتالیس رکعات تک تراویح کی نماز پڑھتے تھے اور اگر ان میں سے کوئی گیارہ یا تیرہ رکعات پر اکتفا کرنا چاہتا تو وہ تلاوت کی مقدار میں اضافہ کر لیتا تھا اور ارکان نماز کو لمبا کرتا تھا، بہر حال نماز تراویح کی رکعات کی کوئی تعداد معین نہیں ہے ❦ بلکہ مقصود یہ ہے کہ آپ اتنی دیر تک نماز پڑھیں جس میں اطمینان اور غور و فکر حاصل ہو جائے اور یہ تقریباً ایک گھنٹہ سے کم وقت نہیں ہونا چاہیے۔ تو جس شخص نے یہ کہا کہ ایسی نماز لمبی ہے اس نے سنت کی مخالفت کی اور اس کی بات پر توجہ نہ دی جائے۔

**سوال** اگر کسی ایک ملک میں مسلمان رمضان المبارک کا چاند دیکھ لیں تو کیا اس بناء پر دوسرے ممالک کے مسلمانوں پر روزہ رکھنا واجب ہوگا؟

❦ محترم فاضل مفتی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ تراویح (قیام اللیل) نفلی عبادت ہے اور نفلی عبادت ہر شخص اپنی ہمت اور گنجائش کے مطابق کم یا زیادہ کر سکتا ہے، شریعت نے نفلی نماز کے لئے رکعتوں کی تعداد کو متعین نہیں کیا ہے۔ اس نقطہ نظر سے تراویح کی (۲۰) رکعات یا اس سے کم و بیش پڑھی جاسکتی ہیں، یہ یقیناً جائز ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میں تراویح میں اتنی ہی رکعات پڑھوں جتنی رسول اللہ ﷺ نے پڑھی تھیں، تو وہ تعداد وتر سمیت گیارہ رکعت ہی ہے، جیسا کہ خود حضرت مفتی صاحب نے بھی اس سے قبل اس کی صراحت کی ہے۔ اس لئے کوئی شخص (۲۰) رکعات سنت سمجھ کر نہ پڑھے، ہاں نفلی عبادت سمجھ کر پڑھے گا تو جائز ہوگا۔ سنت سمجھ کر (۲۰) رکعات پڑھے گا، تو اس کا یہ عمل بلا دلیل بھی ہوگا اور نفل کو سنت مودکہ قرار دینے کا مجرم بھی، جس کا یہ مجاز نہیں ہے۔ (ص-ی)

**جواب**

مختلف ملکوں میں چاند طلوع ہونے کے اوقات میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس میں ہم شک نہیں کرتے اور اس اختلاف کی بنا پر علماء کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ ہر ملک کے لوگوں کے لئے اسی ملک میں چاند کے نظر آنے کا اعتبار کیا جائے گا جب کہ مختلف ممالک میں نظام الاوقات کا فرق ظاہر ہو۔ اس پر دلیل کے طور پر وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام کریب کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ جب وہ شام میں تھے تو رمضان المبارک شروع ہو گیا تو اہل شام نے جمعہ المبارک کے دن روزہ رکھا، مگر مدینہ منورہ میں ہفتہ کی رات ہی کو چاند دیکھا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کریب نے خبر دی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور شام والوں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا تھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ ہم نے تو ہفتہ کے دن روزہ رکھا ہے اور ہم اس وقت تک روزہ رکھتے رہیں گے جب تک کہ شوال کا چاند نہ دیکھ لیں۔ یا پھر تیس روزے پورے نہ کر لیں۔ جیسا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ جن ممالک میں چاند دیکھا گیا اور جو ممالک ان سے آگے یعنی مغرب کی جانب ہوں ان سب پر روزہ رکھنا فرض ہو گا اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جب کسی ایک ملک میں چاند دیکھا گیا ہو تو ضروری ہے کہ اس سے بعد والے ممالک میں بھی چاند نظر آئے گا اس لئے کہ چاند سورج کے بعد غروب ہوتا ہے اور جیسے جیسے اس میں تاخیر ہوگی چاند سورج سے دور ہوتا چلا جائے گا اور زیادہ واضح اور ظاہر ہوتا چلا جائے گا۔ مثال کے طور پر اگر بحرین میں چاند دیکھا گیا تو ان ممالک کے لوگوں پر بھی روزہ رکھنا واجب ہو جائے گا جو اس کے بعد ہیں، جیسا کہ نجد، حجاز، مصر اور مغرب مگر جو ممالک بحرین سے پہلے واقع ہیں، مثلاً ہندوستان، سندھ اور ماوراء النہر (بالائی روس) کے ممالک ان ملکوں کے لوگوں پر روزہ واجب نہیں ہوگا۔

**سوال**

کیا کسی امام کے لئے جائز ہے کہ وہ نماز تراویح میں ایک ہی سلام کے ساتھ چار رکعتیں پڑھائے، چاہے وہ نماز ظہر کی طرح پہلی دو رکعتوں کے بعد تشهد کے لئے بیٹھے یا نہ بیٹھے؟



**جواب** صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي» (صحیح البخاری، الوتر، باب ما جاء في الوتر،

ح: ۹۹۰)

”رات کی نماز دو دو رکعات ہے۔“

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرنا چاہیے اور نماز تراویح میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ایسا ہی عمل منقول ہے لیکن وہ قیام اور (دیگر) ارکان نماز کو لبا کرتے تھے چنانچہ ہر چار رکعات کے بعد کچھ دیر آرام کرتے تھے اور اسی وجہ سے انہوں نے اس نماز کا نام ’تراویح رکھا۔ جہاں تک نماز وتر کا تعلق ہے تو اس کو تین پانچ یا سات لگاتار رکعات کی صورت میں ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے جیسا کہ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ کسی بھی حالت میں نماز تہجد یا تراویح میں چار رکعات لگاتار پڑھنا جائز نہیں۔

**سوال** ایک خاتون نے شرعی عذر کی بنا پر رمضان المبارک کے بعض ایام کے روزے چھوڑے، مگر ان کی قضاء سے پہلے ہی اس کو موت آگئی تو کیا اس پر کوئی گناہ باقی رہے گا اور اس گناہ کا کفارہ کیا ہو گا؟

**جواب** اگر کسی انسان نے بیماری کے باعث روزے ترک کئے اور وہ بیماری رمضان المبارک کے بعد اس کی وفات تک جاری رہی تو اس کے وارثوں پر کوئی قضاء یا کفارہ لازم نہیں ہو گا اس لئے کہ متوفی کو قضاء کا موقع ہی نہیں ملا لیکن اگر وہ شفیاب ہو گیا اور اس کے بعد کچھ دن گزر گئے جن کے دوران اس کے لئے روزہ رکھنا ممکن تھا، مگر اس سے سستی ہو گئی تو قضا جو اس کے ذمہ تھی وہ اس کے وارث ادا کریں گے اور ان روزوں کا کفارہ ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

سوال میں مذکورہ عورت کے معاملہ میں یہ ہو گا کہ اگر وہ رمضان المبارک کے بعد صحت مند تھی اور روزے رکھ سکتی تھی تو اس پر قضا لازم ہے اور اگر موقع نہیں پاسکتی تو اس کے ذمے کوئی قضا نہیں اور نہ ہی کفارہ ہے کیونکہ اس نے روزے شرعی عذر کی بنا پر

چھوڑے تھے۔

**سوال** ایک شخص حالت سفر میں تھا اس کو سفر کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی رخصت حاصل تھی اس نے اپنی روزہ دار بیوی سے جماع کر لیا تو کیا اس شخص پر اس فعل کا کوئی کفارہ ہو گا اور عورت کے اس گناہ کا کفارہ کس طرح ادا ہو گا باوجود اس کے کہ اس کو خاوند کی طرف سے اس فعل کے لئے مجبور کیا گیا تھا؟

**جواب** میری رائے میں اس شخص پر کوئی کفارہ نہیں، کیونکہ جب وہ حالت سفر میں تھا تو اس کے لئے روزہ چھوڑ دینا جائز تھا، پس جب اس کے لئے دن کے وقت کھانا جائز تھا تو بیوی کے ساتھ جماع بھی جائز تھا اور اگر عورت روزہ دار تھی تو اس کے لئے بھی حالت سفر میں روزہ کھول لینا جائز تھا۔ خصوصاً اس حال میں جب کہ وہ شوہر کی طرف سے مجبور کر دی گئی تو اس اعتبار سے اس پر بھی کوئی گناہ یا کفارہ نہیں ہے۔

**سوال** میں ایک سترہ سالہ لڑکی ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ میں نے اپنی جوانی کے ابتدائی دو سالوں کے دوران رمضان المبارک کے جو روزے عذر کی بنا پر چھوڑے تھے ان کی قضا ابھی تک نہیں کر سکی، تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟

**جواب** آپ پر چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا لازم ہے اور ضروری ہے کہ آپ جلد از جلد قضا کریں چاہے وقفے وقفے سے کریں اور ہر روزے کے ساتھ کفارہ ادا کرنا بھی ضروری ہے جو کہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے اور علماء کی اکثریت کی رائے کے مطابق یہ کفارہ اس لئے ضروری ہے کہ قضا میں ایک سال سے زیادہ کی تاخیر کی گئی ہے۔

**سوال** میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ رمضان المبارک میں دن کے وقت روزے کی حالت میں جان بوجھ کر منی خارج کرنے کا کفارہ کیا ہے۔ جب کہ میں جانتا ہوں کہ یہ ایک ناجائز کام ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس فعل پر کوئی کفارہ واجب ہے؟ اور اگر کوئی واجب ہو تو براہ کرم ذرا اہتمام سے اس کی وضاحت فرمائیں۔

**جواب** چونکہ دانستہ طور پر منی خارج کرنا، رمضان المبارک میں جائز ہے نہ دوسرے

دلوں میں۔ اور یہ فعل گناہ اور جرم شمار کیا جائے گا اور اگر اللہ تعالیٰ بندے کو معاف نہ کریں تو اس گناہ کا بوجھ اس کے ذمہ رہے گا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ سچی توبہ کی جائے اور ایسی نیکیاں کی جائیں جو برائیوں کو مٹادیں اور جب یہ فعل رمضان المبارک کے کسی دن میں کیا گیا ہو تو اس کا گناہ اور بھی زیادہ ہو گا تو اس کے مرتکب کے لئے ضروری ہے کہ وہ سچی توبہ کرے اور نیک اعمال کرے اور کثرت سے ایسے کام کرے جو اللہ سے قریب کرتے ہوں اور اللہ کی اطاعت پر مبنی ہوں۔ اور نفس کو حرام شہوتوں سے روک کر رکھے اور ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا کی جائے جس کو اس فعل کے ذریعے اس نے برباد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں کو معاف فرماتا ہے۔

**سوال** میں نے رمضان المبارک میں روزے کی حالت میں وریدی انجکشن لگوا یا تھا تو کیا اس دن کا روزہ صحیح شمار ہو گا یا مجھ پر اس کی قضا واجب ہے؟

**جواب** اگر یہ انجکشن جسم کو غذا یا طاقت فراہم کرنے والا ہے تو یہ روزے کو توڑ دیتا ہے چاہے یہ ورید میں لگے یا جسم کے کسی اور حصے میں۔ البتہ اگر یہ انجکشن آرام دینے والا یا درد کو روکنے والا ہو تو یہ اور اس قسم کے دوسرے انجکشن روزے کو نہیں توڑتے۔

**سوال** رمضان المبارک کے قیام کے دوران کون سی دعائیں قنوت کے طور پر پڑھی جائیں اور کیا نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھنا لازم ہے؟

**جواب** وتروں میں دعائے قنوت پڑھنا سنت ہے، مگر لازم نہیں ہے بلکہ اس پر ہمیشگی کرنے کو اچھا نہیں سمجھا گیا تاکہ اس سے عام لوگ اس کو واجب نہ سمجھ لیں۔ یہ دعائے قنوت رمضان المبارک میں اور سال کے دوسرے مہینوں میں وتر کے دوران صرف سنت کا درجہ رکھتی ہے۔ بعض علماء اس کو رمضان المبارک کے صرف آخری نصف میں ہی جائز سمجھتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ اس کو ہر روز نماز فجر میں پڑھنا چاہیے اور صحیح یہ ہے کہ اس کو مصیبتوں کے دوران ہی نماز فجر میں پڑھنا چاہیے۔ حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ بعض دعائیں اس سلسلہ میں محفوظ کی گئی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بعض کلمات سکھائے جن کو میں وتر میں دعائے قنوت کے طور پر

پڑھتا ہوں جو یہ ہیں:

«اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّيْنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَدُلُّ مَنْ وَالَيْتَ، وَلَا يَعْزُ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ» (ابوداؤد، الوتر، باب القنوت في الوتر،

ح: ۱۴۲۵)

”اے اللہ! مجھے ان لوگوں کے زمرہ میں ہدایت عطا فرما جن کو تو نے ہدایت عطا فرمائی ہے۔ اور مجھے عافیت عطا فرما ان لوگوں کی جماعت میں جن کو تو نے عافیت میں رکھا۔ اور میری سرپرستی فرما ان لوگوں میں جن کی تو نے سرپرستی فرمائی۔ اور جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرما۔ اور مجھے ہر اس برائی سے بچا جس کو تو نے مقدر کیا۔ بے شک تو فیصلہ فرمانے والا ہے اور تجھ پر کسی کا حکم نہیں چلتا۔ وہ شخص ذلیل نہیں ہو سکتا جس کو تو دوست رکھے۔ اور وہ شخص عزت نہیں پاسکتا جسے تو دشمن رکھے۔ اے ہمارے رب تو برکت والا اور بلند ہے۔“

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَيَّ

نَفْسِكَ» (ابوداؤد، الوتر، باب القنوت في الوتر، ح: ۱۴۲۷)

”اے اللہ! میں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضی سے پناہ چاہتا ہوں اور تیری معافی کے ساتھ تیرے عذاب سے (پناہ چاہتا ہوں) اور میں تیری ذات (کی رحمت والی صفات) کے ساتھ تیری (غضب والی صفات سے) پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری تعریف بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو ایسا ہی ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف خود فرمائی ہے۔“

ان دونوں دعاؤں کو پانچ محدثین (ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور امام احمد رضی اللہ عنہم) نے روایت کیا ہے اور کوئی حرج نہیں اگر دنیا اور آخرت کی بھلائی والی بعض دوسری منقول دعائیں بھی ان کے ساتھ ملا جائیں۔

**سوال** کیا میرے لئے جائز ہے کہ روزہ رکھنے کے بعد ٹوتھ پیسٹ، برش کے ساتھ استعمال کر لوں اور اگر یہ جائز ہو تو کیا برش کے استعمال کے دوران نکلنے والے خون کے باعث روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

**جواب** روزہ رکھنے کے بعد دانتوں پر پانی، مسواک یا برش استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں گو کہ بعض علماء نے روزہ دار کے لئے زوال کے بعد مسواک کے استعمال کو مکروہ سمجھا ہے کیونکہ یہ روزہ دار کے منہ کی متغیر بو کو زائل کر دیتا ہے (جو اللہ کو بہت پسند ہے) مگر صحیح یہ ہے کہ مسواک کا استعمال دن کے پہلے اور آخری سبھی حصوں میں جائز ہے اور اس کا استعمال روزے دار کے منہ کی متغیر بو کو زائل نہیں کرتا بلکہ وہ تو صرف دانتوں کو اور منہ کو بو، گندگی اور کھانے کے بچے ہوئے اجزا سے صاف کرتا ہے۔ جہاں تک ٹوتھ پیسٹ کے استعمال کا سوال ہے تو اس کا مکروہ ہونا ظاہر ہے کیونکہ اس میں ایک خاص بو اور ذائقہ ہوتا ہے جو بعض اوقات لعاب دھن میں شامل ہو جاتا ہے اور اس کو نکلنے سے بچا نہیں جاسکتا، تو جس شخص کے لئے اس کا استعمال ضروری ہو اس کو چاہئے کہ اس کو سحری کھانے کے بعد طلوع فجر سے پہلے استعمال کرے اور اگر دن کے وقت اس احتیاط کے ساتھ استعمال کر لے کہ لعاب دھن کو نکلنے سے بچ سکے تو ضرورت کے پیش نظر اس میں بھی کوئی حرج نہیں اگر برش کے استعمال کے دوران، مسواک کرتے ہوئے یا وضو کرتے ہوئے دانتوں سے معمولی مقدار میں خون نکل آئے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

**سوال** کیا رمضان المبارک کے روزے کی حالت میں خون کا عطیہ دینا درست ہے یا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

**جواب** جب کوئی شخص خون کا عطیہ دے اور اس کے جسم کا کافی سارا خون نکلا جائے تو اس عمل سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس کو چھپنے لگانے پر قیاس کیا جائے گا، جو کہ خون کی

نالیوں سے کافی خون کسی مریض کو بچانے یا ناگہانی صورتوں کے لئے محفوظ کرنے کی خاطر نکالا جائے تاہم اگر قلیل مقدار میں خون نکالا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا جیسا کہ لیبارٹریوں میں تجزیہ اور ٹیسٹ وغیرہ کے لئے سرنج کے ذریعے خون کی کچھ مقدار نکالی جاتی ہے۔

**سوال** کیا کھانا پکانے والے کے لئے جائز ہے کہ وہ روزے کی حالت میں کھانے کی حالت جانچنے کے لئے اس میں سے چمک لے؟

**جواب** کھانا پکانے والے کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ زبان کے ایک کنارے کے ذریعے کھانے میں مٹھاس، نمک یا دوسرے ذائقے معلوم کرنے کے لئے تھوڑا سا چمک لے، مگر وہ اس میں سے کوئی چیز حلق سے نیچے نہ اترنے دے بلکہ وہ چکھی ہوئی چیز کو باہر نکال دے اور کلی کرے اس طریقے سے اس کے روزے کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

**سوال** اگر کوئی عورت اذان فجر کے فوراً بعد حیض سے پاکیزگی حاصل کر لے تو کیا وہ اسی وقت سے کھانا پینا بند کر کے اس دن کا روزہ رکھ لے یا اس پر اس دن کے روزے کی قضا واجب ہوگی؟

**جواب** اگر اس کا خون طلوع فجر کے وقت یا اس سے ذرا قبل بند ہو گیا تو اس کا روزہ اس دن میں درست ہو گا اور فرض ادا ہو جائے گا اگرچہ وہ صبح ہونے کے بعد غسل کرے۔ تاہم اگر اس کا خون صبح ہونے کے بعد بند ہوا تو اس صورت میں اس کا کھانا پینا بند کرنا روزہ شمار نہ ہو گا بلکہ وہ رمضان المبارک کے ختم ہونے کے بعد اس کو قضا کے طور پر رکھے گی۔

**سوال** کیا شوال میں چھ دنوں کے روزے رکھنا ایک ضروری امر ہے اور کیا ان روزوں کے بغیر رمضان المبارک کے روزوں کا ثواب مکمل نہیں ہوتا؟

**جواب** شوال میں چھ روزے رکھنا سنت مبارکہ ہے اور اس سلسلہ میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں جیسا کہ نبی ﷺ کا یہ فرمان:

«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ»

(صحیح مسلم، الصیام، باب استحباب صوم ستة ایام من شوال، ح: ۱۱۶۴)

”جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے

چھ روزے رکھے تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔“

اس لئے علماء کرام کی اکثریت نے اس کو مستحب (باعث فضیلت) کہا ہے اور کسی نے بھی اس عمل کو فرض نہیں کہا بلکہ یہ سنت ہے۔ چنانچہ جو شخص فضیلت کا طالب ہو، یہ روزے رکھے اور جو چاہے وہ چھوڑ بھی سکتا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک سال رکھے اور دوسرے سال چھوڑ دے اور اس کے نہ کرنے سے رمضان المبارک کے روزوں کے اجر پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور شوال کے یہ روزے مہینہ کی ابتدا میں، درمیان میں یا آخر میں رکھے جاسکتے ہیں۔

**سوال** کسی بڑی عمر کے آدمی سے روزوں کا فرض کب ساقط ہو جاتا ہے؟

**جواب** جب کوئی شخص بڑھاپے کی کمزوری کے باعث روزے رکھنے سے عاجز ہو جائے تو یہ فرض اس سے ساقط ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کو قرآن مجید کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کہ:

﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ﴾ (البقرہ: ۲/۱۸۴)

”وہ لوگ جو (روزہ رکھنے کی) طاقت نہ رکھتے ہوں ہر روزے کے بدلے ایک

مسکین کو کھانا کھلائیں۔“

پس اگر وہ شخص ایسی عمر کو پہنچ گیا کہ اس کی عقل سلامت رہی نہ پہچاننے کی صلاحیت، تو صحیح نقطہ نظر یہ ہے کہ اس سے یہ فرض ساقط ہو جائے گا کیونکہ وہ اس حال میں ان میں شامل ہو گا جن سے نامہ اعمال مرتب کرنے والا قلم اٹھالیا جاتا ہے اس طرح وہ بچے سے بھی زیادہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کو روزہ رکھنے سے معافی مل جائے۔

**سوال** خون کی وہ کون سی قسم ہے جس کے بننے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

**جواب** اس مسئلہ پر علمائے امت میں کوئی اختلاف نہیں کہ حیض کا خون جاری ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح نفاس کے خون سے بھی (بچے کی ولادت کے بعد) اگرچہ وہ

تھوڑا سا ہو۔ پس حیض اور نفاس والی عورت کا روزہ درست نہ ہو گا یہاں تک کہ وہ مکمل طور پر خون کے بند ہو جانے سے پاکیزگی حاصل کر لے اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

«أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ» (ابوداؤد، الصیام، باب فی الصائم، تحتجم، ح: ۲۳۶۷)

”سینگی لگانے والے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔“

امام احمد رحمہ اللہ اس حدیث کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ چونکہ سینگی لگانے والے کو غالباً خون چوسنا پڑتا ہے جو اس کے لعاب دھن میں شامل ہو کر نکلا جاسکتا ہے، یا پھر اس کا روزہ ٹوٹنے کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ سینگی لگوانے والے کی ایسے کام میں مدد کرتا ہے جو روزے کی نفی کرتا ہے تو یہ جائز ہے کہ سینگی لگانے والے کو اس دن کے روزے کی قضا کا حکم دیا جائے۔ جہاں تک سینگی لگوانے والے کا معاملہ ہے تو وہ چونکہ اپنے جسم سے بہت سا خون نکلاتا ہے اور یہ حیض کا خون نکلنے سے مشابہ معاملہ ہے بلکہ کبھی اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے تو یہ روزے کو باطل کر دیتا ہے اور اسی حکم میں وہ شخص بھی آئے گا جس نے جان بوجھ کر فصد یا نشتر کے ذریعے خون نکلویا یا کسی مریض کو بچانے کے لئے زیادہ مقدار میں خون نکلویا تو روزہ باطل ہو جائے گا اور اگر خون تھوڑی مقدار میں، تجزیے یا مرض کی تشخیص وغیرہ کے لئے لیا جائے یا بغیر اختیار کے کسی زخم سے نکلے یا نکسیر کا خون جو خود بخود جاری ہو جائے یا کسی چوٹ کے لگ جانے، یا جلد کٹ جانے سے خون جاری ہو جائے تو صحیح یہ ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس لئے کہ اس میں انسان کا اختیار شامل نہیں۔

**سوال** جو شخص شوال کے چھ روزے رکھنا چاہے کیا اس پر لازم ہے کہ وہ ان کو لگاتار رکھے یا ان کو متفرق دنوں میں مہینہ کے شروع، درمیان یا آخر میں رکھ سکتا ہے؟

**جواب** یہ چھ روزے سنت ہیں واجب نہیں ہیں، اور افضل یہ ہے کہ ان کو عید الفطر کے بعد لگاتار رکھا جائے۔ نبی ﷺ کی اس حدیث کے مطابق کہ:

«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ»



(صحیح مسلم، الصیام، باب استحباب صوم ستہ ایام من شوال، ح: ۱۱۶۴)

”جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد چھ روزے شوال میں رکھے تو گویا کہ اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔“

مگر شوال کے مہینہ میں شروع میں، درمیان یا آخر میں لگاتار یا متفرق ایام میں یہ روزے رکھنا جائز ہے۔ یہ تمام صورتیں ان چھ روزوں کا مطلوبہ ثواب حاصل کرنے کے لئے ٹھیک ہیں اور اگر بیماری، سفر یا نفاس کے خون کے باعث شوال کا مہینہ روزوں کے بغیر گزر گیا تو شوال کے بعد بھی یہ روزے رکھے جاسکتے ہیں۔

**سوال** کیا کسی شخص کا جنبی ہونے کی حالت میں روزہ رکھنا جائز ہے جبکہ جنابت کی یہ حالت پیدا ہونے میں اس کا ارادہ شامل نہ ہو؟

**جواب** حدیث پاک میں ہے کہ نبی ﷺ جماعت کے بعد حالت جنابت میں فجر کو اٹھتے پھر غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔ چونکہ جنابت سے غسل کرنا نماز کی درستی کے لئے ضروری ہے، اس لئے واجب غسل کو نماز فجر کے وقت سے مؤخر کرنا جائز نہیں، لیکن اگر کسی شخص پر نیند غالب آگئی اور وہ حالت جنابت میں تھا اور چاشت کے وقت کے قریب ہی بیدار ہو سکا تو وہ جس وقت بیدار ہو اسی وقت غسل کر کے نماز فجر ادا کر لے اور اپنے روزے کو جاری رکھے۔ اسی طرح اگر کوئی روزہ دار دن کے وقت سو گیا اور اس کو احتلام ہو گیا تو وہ اٹھ کر غسل کرے اور نماز ظہر یا عصر جس کا وقت ہو ادا کرے اور اپنے روزے کو پورا کرے۔

**سوال** کیا رات کا قیام صرف رمضان المبارک ہی میں ہو گیا سال کے تمام ایام میں ہو گا اور قیام کس وقت شروع کیا جائے اور کس وقت ختم کیا جائے اور کیا یہ قیام صرف نماز ہی کے لئے ہو گیا قرآن مجید کی تلاوت کے لئے بھی ہو گا؟

**جواب** رات کا قیام نماز کے لئے اور تہجد کے لئے سنت ہے اور فضیلت والا کام ہے جس کی نبی ﷺ اور صحابہ کرام نے حفاظت فرمائی۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلَاثِي اللَّيْلِ وَبِضْفَةٍ وَتَلَافُفَةٍ مِنْ الَّذِينَ

مَعَلَّكَ ﴿المزمّل ۷۳/۲۰﴾

”اے ہمارے نبی! تیرا رب خوب جانتا ہے کہ تو رات کو دو تہائی کے قریب، اس کے نصف کے برابر یا ایک تہائی کے برابر قیام کرتا ہے جب کہ لوگوں کا ایک گروہ بھی تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔“

یہ ماہ رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور اس قیام کے لئے وقت عشاء اور فجر کے درمیان کا ہے، مگر رات کے آخری حصے میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے تاہم اگر کسی نے رات کے درمیانی حصے میں قیام کیا تو اس کو بھی اس کا ثواب ملے گا مگر زیادہ بہتر یہ ہے کہ کچھ نیند کرنے کے بعد قیام ہو یا رات کے آخری نصف حصے میں ہو۔

**سوال** کیا رمضان المبارک میں رہ جانے والے روزوں کی قضا کو سردی کے موسم تک مؤخر کیا جاسکتا ہے؟

**جواب** رمضان المبارک میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا طاعت حاصل ہو جانے اور عذر شرعی کے دور ہو جانے کے فوراً بعد ضروری ہے اور ان میں تاخیر صرف اسی صورت میں جائز ہے جب بیماری، سفر یا موت کا امکان ہو۔ لیکن اگر کسی نے سردی کے موسم (چھوٹے دنوں کی آمد) تک تاخیر کر لی تو یہ بہر حال ادا ہو جائیں گے اور جو فرض اس کے ذمے تھا وہ ساقط ہو جائے گا۔

**سوال** میں تینیس برس کا نوجوان ہوں اور میرے والد نے مجھے پندرہ برس کی عمر ہی میں روزے کی ترغیب دی اور میں اس وقت کبھی روزہ رکھ لیتا اور کبھی چھوڑ دیتا کیونکہ میں روزہ کے حقیقی مفہوم سے نا آشنا تھا لیکن بالغ اور زیادہ شعور ہونے کے بعد میں نے ہر سال رمضان المبارک کے روزے رکھنے شروع کر دیئے اور الحمد للہ میں نے کسی رمضان میں کوئی روزہ نہیں چھوڑا۔ اب میرا سوال یہ ہے کہ کیا گزرے ہوئے سالوں کے روزوں کی قضا میرے اوپر واجب ہے اور کتنی مدت کے روزے رکھنا میرے لئے ضروری ہے؟ یہ خیال رہے کہ میں نے اٹھارہ برس کی عمر سے باقاعدہ روزے رکھنا شروع کئے تھے۔

**جواب** جب انسان پندرہ برس کی عمر کو پہنچتا ہے تب اس پر دینی فرائض کی ادائیگی

ضروری ہو جاتی ہے اس لئے کہ اس عمر کو پہنچ جانا بالغ ہو جانے کی علامت ہے۔ پس یہ شخص جس نے بالغ ہونے کے بعد روزے رکھنے میں سستی کی ہے اس نے ایک فرض کو ترک کیا ہے۔ چنانچہ اس پر چھوڑے ہوئے ایام کی قضا واجب ہے جو اس نے ان تمام رمضان کے مہینوں کے دوران چھوڑے جو اس کی توبہ سے پہلے گزرے ہیں اور اس کا عذر اس بناء پر قبول نہیں کیا جائے گا کہ وہ اس شرعی حکم سے ناواقف تھا لہذا اس پر تمام چھوڑے ہوئے دنوں کی قضا کے ساتھ ساتھ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا بھی ضروری ہے۔ اگر اس کو چھوڑے ہوئے روزوں کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو تو وہ احتیاط اور اندازے کے ساتھ روزے رکھ لے۔ یہاں تک کہ اس کو یقین ہو جائے کہ اس کے ذمے جو فرض تھا وہ ادا ہو گیا ہے۔

**سوال** میری شادی بالغ ہونے کے بعد جلد ہی ہو گئی تھی اور میں رمضان المبارک میں اذان فجر کے بعد روزہ رکھ لینے کے بعد دو دن اپنی بیوی سے ایک مرتبہ روزانہ جماع کرتا رہا جب کہ میری بیوی بھی اس فعل پر راضی تھی۔ براہ کرم مجھے آگاہ فرمائیں کہ مجھ پر اور میری بیوی پر کیا کفارہ لازم آتا ہے؟ خیال رہے کہ اس فعل کو کئے ہوئے پانچ برس گزر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہزار مرتبہ جزائے خیر عطا فرمائے۔

**جواب** آپ پر مذکورہ دو دنوں کے روزے کی قضا لازم ہے اور آپ پر رمضان المبارک میں دن کے وقت جماع کرنے کے باعث کفارہ بھی واجب ہے اور یہ ظہار کے کفارے کی طرح ہو گا جو سورۃ الجادلہ کے شروع میں مذکور ہے۔ (ایک غلام آزاد کرنا یا دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا یا ساٹھ مسکین کو کھانا کھلانا) اور تمہاری بیوی پر بھی یہ کفارہ لازم ہو گا کیونکہ وہ بھی اس فعل پر راضی تھی اور جانتی تھی کہ یہ عمل حرام ہے۔

**سوال** ایک شخص جس نے رمضان المبارک میں دن کے وقت اپنی بیوی سے بوس و کنار کرتے ہوئے شہوت کی حالت میں اس کی رانوں میں مباشرت کی لیکن انزال نہیں ہوا بلکہ صرف مذی خارج ہوئی تو کیا اس فعل سے اس کا روزہ ٹوٹ گیا؟ جب کہ وہ نہیں جانتا کہ کتنی مرتبہ وہ یہ فعل کر چکا ہے۔ یہ خیال رہے کہ اس فعل پر کئی برس کا عرصہ گزر چکا

ہے۔ یعنی ایک رمضان گزرنے کے بعد دوسرا رمضان بھی گزر گیا۔ تو براہ کرم بتائیے کہ وہ شخص اب کیا کرے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

**جواب** اگر کسی روزہ دار نے رمضان المبارک میں شرمگاہ کے علاوہ کسی اور جگہ مباشرت کی اور منی یا مندی خارج کی تو اس پر صرف اسی دن کے روزے کی قضا ہے اگر وہ دنوں کی تعداد نہیں جانتا تو اس کو چاہیے کہ احتیاط سے اتنے دنوں کے روزے رکھ لے کہ اس کو اطمینان ہو جائے کہ اس کے ذمے جو فرض تھا وہ ادا ہو گیا ہے۔ چونکہ اس پر کئی برس گزر گئے ہیں اور وہ شریعت کے حکم سے ناواقف تھا پس اس کے ذمے روزوں کی قضا کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ تاہم اگر وہ روزے کے خراب ہونے کو جانتا تھا اور اس نے قضا کو سال یا اس سے زیادہ مؤخر کیا ہے تو اس کے ذمے ہر دن کے بدلے میں قضا کے ساتھ ساتھ ایک مسکین کو کھانا کھلانا بھی ہے۔

**سوال** میری دادی تقریباً اسی (۸۰) سال کی ہے جو میرے ساتھ ہی رہتی ہے۔ جب میری عمر ایک ماہ تھی اس وقت میرے والد صاحب وفات پا گئے تھے، الحمد للہ پھر میں بڑا ہوا اور میری شادی ہو گئی اب میں دونوں خاندانوں کی کفالت کرتا ہوں، اپنے گھر والوں کی، والدہ اور دادی کی۔ تقدیر الہی سے میری دادی ایک مرض میں مبتلا ہوئی جس کے باعث اس کا جسم کمزور ہو گیا اور اب اس کی حالت یہ ہے کہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں نے اس کی نماز کے دوران بعض ایسے الفاظ سنے ہیں جنہیں پہلے وقتوں کے لوگ عادتاً اپنی نمازوں میں پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے اس کو بعض دینی امور اور نماز سکھانے کی کوشش کی مگر وہ نماز میں اپنی حالت درست نہیں کر سکی اب جب کہ میں اس کو نصیحت کرتے کرتے تھک چکا ہوں، آپ سے رجوع کر رہا ہوں۔

اور کیا اس کے روزوں کے بدلہ میں ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلاؤں یا رمضان المبارک کے ختم ہونے کے بعد ایک ہی مرتبہ مسکینوں کو کھانا کھلا دوں۔

**جواب** اس عمر رسیدہ خاتون کے لئے اگر روزہ رکھنا باعث تکلیف ہو یا وہ پڑھاپے یا مرض کے باعث دن بھر روزہ مکمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتی تو اس کے ہر روزے کے

بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے اور تمام دنوں کا کھانا رمضان المبارک کی ابتدا ہی میں کھلادینا درست ہے اور مہینہ کے آخر تک اس کو مؤخر کر لینا بھی جائز ہے اور اس کو متفرق مساکین یا مستحق گھرانوں میں تقسیم کر دینا بھی درست ہو گا۔ کفارہ کی مقدار کسی ملک کی عمومی خوراک کا نصف صاع (قریباً سوا کلوگرام) ہو گا جہاں تک اس کی یہ حالت ہے کہ وہ نماز اچھے طریقے سے نہیں پڑھتی اور وہ اپنی ان عادات کو تبدیل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی جن پر وہ قراءت یا انفعال نماز کے سلسلہ میں قائم تھی تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اس لئے کہ وہ عمر کے اس حصے کو پہنچ چکی ہے کہ وہ نہیں سمجھتی کہ اس سے کیا کہا جا رہا ہے اس کے باوجود آپ کو چاہیے کہ آپ مسلسل اس امید پر اس کو تعلیم دیتے رہیں اور مسائل سمجھاتے رہیں کہ شاید کسی وقت اس کی حالت بہتر ہو جائے۔

**سوال** میری شادی بیس برس کی عمر میں ہو گئی تھی اور یہ شادی رمضان المبارک میں ہوئی تھی۔ میں ماہ صیام میں سحری کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ لیٹ کر اس سے بوس و کنار کرتا تھا جب کہ ہم رات کے سونے والے لباس میں ہوتے تھے اور کئی مرتبہ میرے جسم سے منی کی شکل کا مادہ خارج ہوا مگر میں نہیں جانتا کہ وہ منی تھی یا کچھ اور۔ غرضیکہ میں کئی دنوں تک اسی حالت میں رہا۔

چنانچہ جب میں نے مسئلہ پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ فعل ناجائز ہے اس کے بعد سے میں نے سحری کے بعد بیوی کے ساتھ لیٹنا چھوڑ دیا، مگر میرا ضمیر میرے اس عمل پر مجھے ملامت کرتا رہتا ہے۔ گزارش ہے کہ آپ مجھے آگاہ فرمائیں کیا میرے اوپر کوئی کفارہ ہے یا مجھے کیا کرنا چاہیے؟

**جواب** احتیاط کے نقطہ نظر سے ہماری یہ رائے ہے کہ آپ ان ایام کے رزوے دوبارہ رکھیں جن میں یہ بوس و کنار واقع ہوا اور آپ کے جسم سے مادہ خارج ہوا۔ چاہے وہ منی تھی یا مذی، کیونکہ جمہور علماء کے نزدیک ان دونوں کے اخراج سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کہ اس انزال میں ارادہ اور اختیار شامل ہو۔ گو کہ مذی کے اخراج کے بارے میں علماء کی آراء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

جہاں تک گناہ اور کفارے کا سوال ہے تو ان شاء اللہ آپ پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ آپ شرعی حکم سے بے خبر تھے اور اسی طرح کوئی کفارہ بھی نہیں اس لئے کہ کفارہ اس وقت واجب ہوتا ہے جب کوئی شخص فرض روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کی شرمگاہ میں مجامعت کرے۔

**سوال** سفر کی حالت میں روزہ رکھنا افضل ہے یا چھوڑ دینا افضل ہے؟

- جب میں نے کبھی بھول کر روزہ افطار کر لیا ہو تو کیا میں روزہ پورا کروں؟
- میں تلاب میں نہا رہا تھا کہ میرے منہ میں کچھ پانی چلا گیا، کیا اس دن کے روزے کی قضا میرے اوپر لازم ہے؟

**جواب** سفر کی حالت میں روزہ رکھنا اور چھوڑ دینا دونوں درست ہیں اور روزہ رکھنے یا چھوڑنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا جائے گا لیکن اگر سفر کے دوران مشقت اور تھکاوٹ کا سامنا ہو تو پھر چھوڑ دینا افضل ہے۔ اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرة ۱۸۵/۲)

”اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور تمہارے حق میں تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔“

نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سن آٹھ ہجری میں ایک مرتبہ روزہ رکھا ہوا تھا۔ جب صحابہ نے آپ کو بتایا کہ روزہ نبھانا ان کے لئے سخت مشکل ہو رہا ہے۔ تو آپ نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے روزہ کھول لیا تاکہ وہ دشمن کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے طاقت حاصل کر سکیں۔ اس لئے جب روزہ دار ایسی حالت کو پہنچ جائے کہ وہ اپنے امور کی انجام دہی کے لئے کسی دوسرے شخص کی مدد حاصل کرنے پر مجبور ہو جائے تو اس وقت روزہ چھوڑ دینا افضل ہو گا جب تک کہ وہ حالت سفر میں رہے اور اس پر اس حدیث کا اطلاق ہو گا کہ نبی ﷺ نے مذکورہ بالا موقع پر فرمایا تھا:

«ذَهَبَ الْمُفْطَرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ» (صحیح مسلم، باب اجر المفطر في السفر،

”آج کے دن روزہ کھول دینے والے ہی اجر لے جائیں گے۔“

حدیث پاک میں آیا ہے:

«مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ، فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيَمِّمْ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطَعَمَهُ  
اللَّهُ وَسَقَاهُ» (صحیح مسلم، الصیام، باب اکل الناسی وشربه وجماعه لا یفطر،

ح: ۱۱۵۵، وفي البخاري معناه)

”جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھاپی لیا تو اس کو روزہ پورا کرنا چاہیے  
کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔“

چنانچہ جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھاپی لیا اس کو روزہ مکمل کرنا چاہیے اور  
نہ تو اسے منقطع کرنا چاہیے اور نہ ہی اس کے ذمہ کوئی قضا ہے۔ ہاں اس کے لئے ضروری  
ہے کہ وہ محتاط رہے اور اپنے روزے کو ایسی تمام چیزوں سے بچائے جو اس میں خلل  
ڈالنے والی یا اس کے ثواب میں کمی کر دینے والی ہوں۔

کسی ایسے امر کا پے در پے ہونا جائز نہیں، جس کے نتیجے میں پانی منہ میں داخل ہو کر  
روزے کو باطل کر دے۔ مثلاً کلی کرنے یا ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا۔ لیکن اگر  
کلی کرتے ہوئے یا ناک میں پانی چڑھاتے ہوئے یا غسل کرتے ہوئے بغیر ارادہ کئے غفلت  
کے سبب یا زبردستی پانی منہ میں چلا جائے تو اس سے ان شاء اللہ روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

**سوال** ایک شخص نے رمضان المبارک کی ایک صبح سخت ورزش کی اور وہ بے حد  
تھک گیا۔ چنانچہ اس نے پانی پی لیا اور اس کے بعد مغرب تک روزے کو مکمل کیا۔ کیا اس  
کا روزہ درست ہوا یا نہیں؟

○ ایک شخص جس کے ذمے رمضان المبارک کے دو روزوں کی قضا ہے اور اس نے  
ابھی تک وہ روزے نہیں رکھے جب کہ اس پر ایک رمضان گزرا پھر دو سرا بھی گزر گیا تو  
اب اس شخص کے ذمے کیا ہے؟

**جواب** یہ ورزش کوئی فرض عین نہیں کہ جس کی خاطر اسلام کے ارکان کو چھوڑ دیا  
جائے۔ اس شخص پر واجب تھا کہ جب اس نے دیکھا کہ وہ شدید تھکاؤ کا شکار ہو رہا ہے

تو وہ رک جاتا اور اپنے جسم کو نہ تھکاتا۔ اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ محض اس تھکاوٹ کی خاطر روزہ کھول لے۔ جب تک کہ وہ ایسی حالت کو نہ پہنچ جائے جس میں اس کو موت کا اندیشہ ہو، اس صورت میں اس کا حال ایک مریض جیسا ہوتا (اور اس کو انظار کی اجازت ہوتی) بہر صورت اس شخص کو توبہ کرنی چاہیے اور جلد از جلد اس دن کے روزے کی قضا کرنا چاہیے جس کو اس نے پانی پی کر برباد کر لیا تھا۔

○ جس نے رمضان المبارک کا کوئی روزہ چھوڑ دیا اس کے لئے فوری طور پر قضا لازم ہے اور بغیر کسی عذر کے تاخیر کرنا جائز نہیں۔ اگر اس نے بغیر عذر کے اس میں تاخیر کی یہاں تک کہ اس پر دوسرا رمضان آ گیا تو اس پر لازم ہے کہ قضا کے ساتھ ساتھ ہر دو کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا بھی کھلائے۔

**سوال** کیا میرے لئے جائز ہے کہ میں رمضان المبارک کے آخری حصے میں ماہواری کو روکنے والی گولیاں کھالوں تاکہ میں باقی دنوں کے روزے بھی مکمل کر سکوں؟

**جواب** اگر نیت نیک عمل کرنے کی ہو تو حیض کو روکنے والی دوائی کھالینا جائز ہے۔ اگر آپ نے یہ ارادہ کیا کہ آپ وقت مقرر پر روزے رکھ سکیں اور نماز باجماعت ادا کر سکیں جیسا کہ نماز تراویح وغیرہ اور یہ کہ فضیلت کے ایام میں زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن مجید کر سکیں تو اس ارادے سے یہ گولیاں کھالینے میں کوئی حرج نہیں اور اگر آپ کا ارادہ صرف یہ ہو کہ میں روزے مکمل کر لوں تاکہ میرے ذمے روزوں کا کوئی قرض باقی نہ رہے تو میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا گو کہ روزوں کا فرض بہر حال ادا ہو جائے گا۔

**سوال** رمضان المبارک کے دنوں میں بیوی کے ساتھ لیٹنے کا اتفاق ہوا اور اس سے بغیر جماعت، بغیر انزال بوس و کنار ہوتا رہا۔ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ مطلع فرمائیں۔

**جواب** اگر دخول یا انزال کے بغیر بوس و کنار ہوا تو وہ ان شاء اللہ صحیح ہو گا اور اگر دخول ہو گیا اگرچہ بغیر انزال کے ہو تو اس میں ظہار والا کفارہ اور اس دن کے روزے کی قضا ہو گی اور اگر انزال ہوا اور دخول نہیں ہوا تو اس صورت میں صرف روزے کی قضا ہو گی اور



روزہ دار کو چاہیے کہ وہ احتیاط سے کام لے اور ان تمام اسباب و ذرائع سے دور رہے جو اس کو گناہ اور حرام میں مبتلا کر دینے والے ہوں۔

**سوال** جب ایک شخص نے محض اپنی بیوی کے جسم سے جسم لگایا اور صرف بیرونی طور پر اس سے مباشرت کی تو کیا اس صورت میں غسل کے بغیر صرف وضو کر لینا کافی ہو گا؟ اور اگر یہ جائز ہو تو جب ایک شخص نے اپنی بیوی سے اس طرح کی مباشرت، رمضان المبارک میں کی جب کہ وہ شوہر کے رشتہ داروں کے ہاں مہمان تھی تو کیا اس صورت میں عورت پر ان دنوں کے روزوں اور نماز کی قضا ضروری ہے یا نہیں؟

**جواب** جب میاں بیوی کے درمیان بوس و کنار اور مباشرت کپڑوں کی رکاوٹ کے بغیر واقع ہوئی ہو اور دخول نہ ہوا ہو تو دونوں میں سے کسی پر بھی غسل واجب نہیں لیکن اگر انزال ہو گیا یا منی منتقل ہوئی اگرچہ خارج نہ ہوئی ہو تو جس شخص نے یہ محسوس کیا کہ منی اس کی پیٹھ سے عضو تناسل کی طرف منتقل ہو رہی ہے تو اس پر غسل واجب ہے لیکن اگر انزال بھی نہ ہوا اور منی کا منتقل ہونا بھی محسوس نہ کرے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ اس شکل میں اس کے لئے صرف وضو کرنا ضروری ہو گا کیونکہ اس نے شہوت کی حالت میں بیوی کو چھوا ہے۔ اگر روزے کی حالت میں بغیر دخول کے انزال ہو گیا تو اس کے ذمے اس دن کی قضا کفارہ کے بغیر ہوگی اور دخول ہو گیا تو دونوں پر غسل واجب ہو گا اگرچہ انزال نہ بھی ہو اور اس فعل کے مرتکب پر اس دن کی قضا ہوگی اور ظہار کے کفارے جیسا کفارہ ہو گا جو سورۃ المجادلہ کے شروع میں مذکور ہے۔ (ایک غلام آزاد کرنا یا دو ماہ کے لگاتار روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا اگر روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو)۔ جہاں تک عورت کا سوال ہے تو اگر اسکو اس فعل کیلئے خاوند نے مجبور کیا ہو تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

**سوال** اس شخص کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے جس نے رمضان المبارک کے چند روزے رکھنے کے بعد سیروسیاحت کی غرض سے بیرون ملک کا سفر اختیار کیا اور وہاں قیام کے دوران روزے نہیں رکھے، مگر وہ اس بات پر نادم اور ناخوش ہے۔ وطن واپسی کے بعد اس نے باقی تمام روزے پورے کئے۔ تو کیا اس صورت میں اس پر کوئی گناہ ہے اور کیا

چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا ضروری ہے؟

**جواب** مسافر کے لئے رمضان المبارک کے دوران حالت سفر میں روزہ چھوڑ دینا مطلقاً جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ صرف مشقت ہی کی صورت میں روزہ چھوڑے اور مشقت نہ ہونے کی صورت میں روزہ رکھے۔ لیکن سائل کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے ایسے حال میں روزے چھوڑے ہیں جب کہ وہ کسی کافر ملک کے سفر پر گیا ہے۔ جہاں روزہ چھوڑنے کو کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا۔ چنانچہ اس حال میں اس نے غلطی کی اور گناہ کا مرتکب ہوا اگر اس کا سفر محض روزے چھوڑنے کے لئے تھا یا اس دوران اس نے حرام اشیاء مثلاً شراب وغیرہ کا استعمال کیا، تو اس پر لازم ہے کہ وہ سچی توبہ کرے اور چھوڑے ہوئے ایام کی قضا کرے اگرچہ مختلف دنوں میں ہی کیوں نہ ہو۔

**سوال** میں ایک ۱۹ سالہ نوجوان ہوں اور ایک مشکل میں مبتلا ہوں اور وہ یہ کہ میں مشقت زنی کی عادت کا شکار ہوں اور روزانہ تقریباً چار مرتبہ یہ فعل کرتا ہوں یہاں تک کہ رمضان المبارک کے دوران بھی میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا، تو کیا اس وجہ سے میرے اوپر کوئی کفارہ لازم ہے یا نہیں؟

**جواب** ہم آپ کو صبر کرنے کی اور صبر کی مشق کرنے کی تلقین کرتے ہیں کیونکہ یہ فعل، شریعت کے حکم کی رو سے حرام ہے۔ مگر یہ زنا سے کم درجے کا گناہ ہے۔ بعض علماء سلف نے ایسے شخص کے لئے جس سے زنا یا لواطت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اس کی گنجائش رکھی ہے جب کہ اس کی شہوت کسی اور طریقے سے نہ ٹوٹ رہی ہو۔ ورنہ ہم آپ کو روزے رکھنے کی نصیحت کرتے ہیں جن کی طرف نبی ﷺ نے ایسے نوجوانوں کی رہنمائی فرمائی ہے جو نکاح کی ذمہ داری اٹھانے کی فی الحال طاقت نہیں رکھتے۔ پھر ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ آپ شادی کرنے کی کوشش کریں کیونکہ وہ نگاہ کو پست رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے میں مددگار ہے تو آپ جتنی طاقت رکھتے ہیں وہ ساری شادی کروانے کے لئے صرف کریں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو اس عادت بد سے چھٹکارا عطا فرمائیں گے۔ جہاں تک رمضان المبارک کے دوران اس بری عادت کے ارتکاب کا تعلق

ہے تو یہ روزہ کو خراب کرنے والی تو ہے، مگر اس کے باعث کفارہ لازم نہیں آتا۔ پس تمہیں چاہئے کہ ان ایام کے روزوں کی قضا کر لیں جن کو آپ نے اس بری عادت سے، پچھلے سال اور اس سال خراب کیا ہے اور پچھلے سال کے روزوں کی قضا کے ساتھ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا بھی کھلائیں اور اللہ سے سچی توبہ کریں کیونکہ توبہ پہلے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

**سوال** رمضان المبارک میں عطر اور پسینہ کی بو دور کرنے والی اشیاء کے استعمال کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب** روزے کی حالت میں کپڑے اور بدن پر خوشبو لگانے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح روزے کی حالت میں پاؤڈر وغیرہ کا استعمال اور غسل کرنا جائز ہے جب کہ پیٹ میں کوئی چیز داخل نہ ہونے پائے۔

**سوال** میں نے ایک دن اللہ کی خاطر روزہ رکھا، مگر بھول کر صبح کے وقت کچھ کھاپی لیا لیکن یاد آنے پر میں نے روزہ کو مکمل کر لیا۔ کیا میرے ذمے کوئی گناہ ہے اور مجھے کیا کرنا چاہئے؟

**جواب** جو شخص روزے کی حالت میں بھول کر کھاپی لے تو اس کو اپنا روزہ مکمل کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس کو اللہ ہی نے کھلایا پلایا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خطا اور بھول جانے کو معاف فرما دیا اور مؤاخذہ صرف اسی صورت میں ہو گا جب جان بوجھ کر کھایا پیا جائے۔

**سوال** روزے کی حالت میں برش کے ساتھ ٹوتھ پیسٹ کے استعمال کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

○ کیا جلد کو نرم رکھنے والے لوشنوں کا استعمال روزے کے لئے نقصان دہ ہے جب کہ یہ لوشن ایسی قسم کے ہوں جو جلد تک پانی کا اثر نہ پہنچنے دیں؟

**جواب** روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ برش کے ذریعے استعمال میں کوئی حرج نہیں،

مگر اس پیٹ کو پیٹ میں داخل ہونے سے روکنا ضروری ہے اس عمل کو مسواک کے استعمال پر قیاس کیا جائے گا کیونکہ وہ دانتوں اور منہ کی ناگوار بو سے صفائی کیلئے مستحب ہے۔  
 ○ روزے کی حالت میں ایسے لوشن اور تیل کے استعمال میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ وہ صرف جلد کے بیرونی حصے پر ہی اثر انداز ہوتے ہیں اور جسم کے اندر نفوذ نہیں کرتے تاہم اگر وہ کسی قدر مسامات کے اندر داخل بھی ہو جائیں تو روزہ کو توڑنے والے شمار نہ کئے جائیں گے۔

**سوال** اگر کسی نوجوان لڑکی نے شوال کے چھ روزے رمضان المبارک کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کے طور پر رکھے تو کیا یہ روزے شوال کے چھ نفلی روزے شمار ہو جائیں گے اور اس کو شوال کے روزوں کا ثواب ملے گا؟

**جواب** نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِنًا مِّنْ شَوَالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ»

(صحیح مسلم، الصیام، باب استحباب صوم ستہ ایام من شوال، ح: ۱۱۶۴)

”جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔“

اور اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ پہلے رمضان المبارک کے فرض روزے رکھنا ضروری ہیں پھر ان کے بعد شوال میں چھ نفلی روزوں کا اضافہ کیا جائے گا تاکہ یہ عمل ہمیشہ کے روزے کی طرح ہو جائے اور ایک دوسری حدیث میں ہے:

«صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعَشْرَةِ أَشْهُرٍ، وَصِيَامُ سِتَّةِ أَيَّامٍ بِشَهْرَيْنِ

فَذَلِكَ صِيَامُ سَنَةٍ» (السنن الكبرى للنسائی، ۲/۱۶۳، ح: ۲۸۶۰)

”رمضان المبارک کے روزے دس مہینوں کے روزوں کی طرح ہیں اور (شوال کے) چھ روزے دو ماہ کے روزوں کی طرح ہیں۔“ تو یہ سارے سال کے روزے ہوئے۔

یعنی ایک نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے اسی قاعدے کے مطابق جس شخص نے رمضان

المبارک کے کچھ حصے کے روزے رکھے اور کچھ حصے کے روزے بیماری، سفر، حیض یا نفاس کے عذر کی بنا پر چھوڑ دیئے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ماہ شوال میں یا جب موقع طے ماہ شوال کے یا دیگر نفلی روزوں سے پہلے ان چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا کرے۔ چنانچہ جب وہ اپنے چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا مکمل کر لے تو اس کے لئے شوال کے چھ روزے رکھنا درست ہو گا تاکہ وہ مذکورہ ثواب حاصل کر سکے۔ چنانچہ قضا کے طور پر رکھے ہوئے روزے نفل روزوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتے جیسا کہ ظاہر ہے۔

**سوال** کیا کسی شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے نفس پر پورے سال کے روزے رکھنا لازم کر لے جب کہ وہ اس کی طاقت رکھتا ہو۔ اور کیا اس کے گھر والوں کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کو اس سے منع کریں جب کہ ان کو اس سے نقصان بھی نہ پہنچتا ہو۔ اسی طرح نماز کے معاملے میں بھی اگر وہ منع کریں تو کیا حکم ہو گا؟

**جواب** جی ہاں! انسان جس قدر نفلی روزوں اور نماز کی ادائیگی کی طاقت رکھتا ہو اس قدر ادائیگی اس کے لئے جائز ہے جب کہ یہ عمل اس کی جان اور اس کے دیگر امور کے لئے نقصان دہ نہ ہو اور اس کے ذریعے کسی دوسرے شخص کو بھی نقصان نہ پہنچے اور کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کو اس نیک کام سے منع کرے یا اس سے لوگوں کو متفر کرے یا اس کی مدد چھوڑ دے جب کہ اس کا عمل نہ اس کے اپنے نفس کے لئے اور نہ ہی کسی دوسرے کے لئے مشکل کا باعث ہو۔

**سوال** میں نے رمضان المبارک کے بعض ایام کے روزے چھوڑے تھے اور میں اللہ کی قسم! ایک کمزور یا دداشت والی خاتون ہوں اور اس لئے اب مجھے یاد نہیں کہ میں نے یہ روزے چھوٹی عمر میں بلوغ سے پہلے چھوڑے تھے جب کہ گھر والوں نے مجھے روزے رکھنے کا حکم دیا تھا۔ نہ ہی یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ میں نے یہ روزے ماہواری کے ایام میں چھوڑے تھے یا بغیر کسی سبب کے ترک کئے تھے۔ چنانچہ میں نے اس کمی کو سروس کرتے ہوئے اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش میں آٹھ دنوں کے روزے رکھے جو کہ میرے ماہواری کے دنوں کے روزے بنتے تھے اور میں نے کفارہ ادا نہیں کیا مگر مجھے یہ بات کھلتی

رہتی ہے، براہ کرم میری رہنمائی فرمائیں؟

**جواب** میری رائے میں آپ کے ذمہ کوئی قضا نہیں ہے۔ اس شک کی بنا پر کہ یہ روزے بلوغت کے بعد چھوڑے گئے تھے یا اس سے پہلے اور جب تک آپ کو ٹھیک طرح سے یاد نہیں آتا تو اس کو بلوغت سے پہلے کا زمانہ ہی شمار کیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ عام طور پر چھوٹے بچے روزے کی حالت میں سستی بھی کرتے ہیں اور چھپ کر چیزیں بھی کھاتے رہتے ہیں اور وہ شرعی احکام کے مکلف بھی نہیں ہوتے۔ اس لئے آپ پر کوئی حرج نہیں، اگر چھوڑے ہوئے ایام اگر ماہواری کے تھے تو الحمد للہ ان کی قضا آپ مکمل کر چکی ہیں، اگر آپ عبادت میں احتیاط کے طور پر ان روزوں کی قضا میں تاخیر کے باعث صدقہ دینا پسند کریں تو پھر ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا بھی کھلا دیں۔

**سوال** میں نے ایک دن رمضان المبارک میں روزے کی حالت میں کلی کرتے ہوئے کچھ پانی نگل لیا تھا۔ چنانچہ جب میں نے ایک شیخ سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تمہارے ذمے کوئی گناہ نہیں۔ یہ خیال رہے کہ میں نے پانی نگلتے ہوئے روزہ افطار کرنے کی نیت نہیں کی تھی، تو کیا میرے ذمے کوئی قضا ہے؟

**جواب** تمہارے ذمے کوئی قضا نہیں اور تمہیں مفتی صاحب نے جو فتویٰ دیا تھا وہ

درست ہے۔ اس کے درج ذیل اسباب ہیں:

- ① تمہیں حکم شریعت معلوم نہ تھا۔
- ② پانی کی مقدار معمولی اور برائے نام تھی۔
- ③ اس میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ پانی بغیر اختیار کے مجبوری کے عالم میں حلق میں چلا گیا تھا۔



# فتاویٰ الصیام

ارکان اسلام میں سے روزہ ایک اہم ترین بنیادی رکن ہے۔ روزہ قلب و روح کی تطہیر اور تزکیے کا ایک ایسا کٹھن طریقہ ہے جس سے سخت حالات میں بھوک پیاس جیسی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سرتاپا جسم کی حفاظت خصوصاً لسانی آفتوں مثلاً بدگوئی اور جھوٹ، استہزاء و افتراء اور چغل خوری نیز فحش اور فضول گفت و شنید سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ روزہ رکھنے کا اصل مقصد حصول تقویٰ ہے۔ یعنی انقیاد ظاہری و باطنی کا عملی ثبوت پیش کرنے کا نام روزہ ہے۔ طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک اپنے آپ کو شرعی حدود و قیود میں جکڑے رکھنا ”روزہ“ کہلاتا ہے۔ روزہ کی بابت کتاب و سنت کی روشنی میں چند ایسی باتوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے جس سے صرف نظر کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ مثلاً مریض اور مسافر کے روزہ کے احکام وہ اشیاء جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے نیز وہ حالت جس میں روزہ نہیں ٹوٹتا، بیماری میں انجکشن وغیرہ لگوانا، صدقہ فطر کی مشروعیت، وقت ادائیگی اور جنس کا تعین، نیز اس قسم کے پیش آمدہ مسائل کا حل کتاب و سنت کی روشنی میں بڑے علمی اور فقہانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں جہاں کتاب و سنت پر مبنی احکام و مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے وہاں سوالات و جوابات کی شکل میں ان کی توضیح و بیان اور مسائل کی تشریح کا سامان مہیا کیا گیا ہے۔ عرب کے دو ممتاز علماء دین شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ اور شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین نے سائلین کے سوالات کا بڑے عام فہم انداز میں مختصر جوابات دینے کا حق ادا کر دیا ہے

اللہ تعالیٰ حسن اخلاص اور اصلاح احوال کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

MAKTABA BAIT-AL-SALAM

MAUNATH BHANJAN - U.P. (INDIA)

Rs.50/-